عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

حضرت صہیب رومیؓ

جلد:۴۲ | ۱۸تا۲۵ ذوالقعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۸تا۱۵ جون ۲۰۲۳ء | شمارہ:۲۲

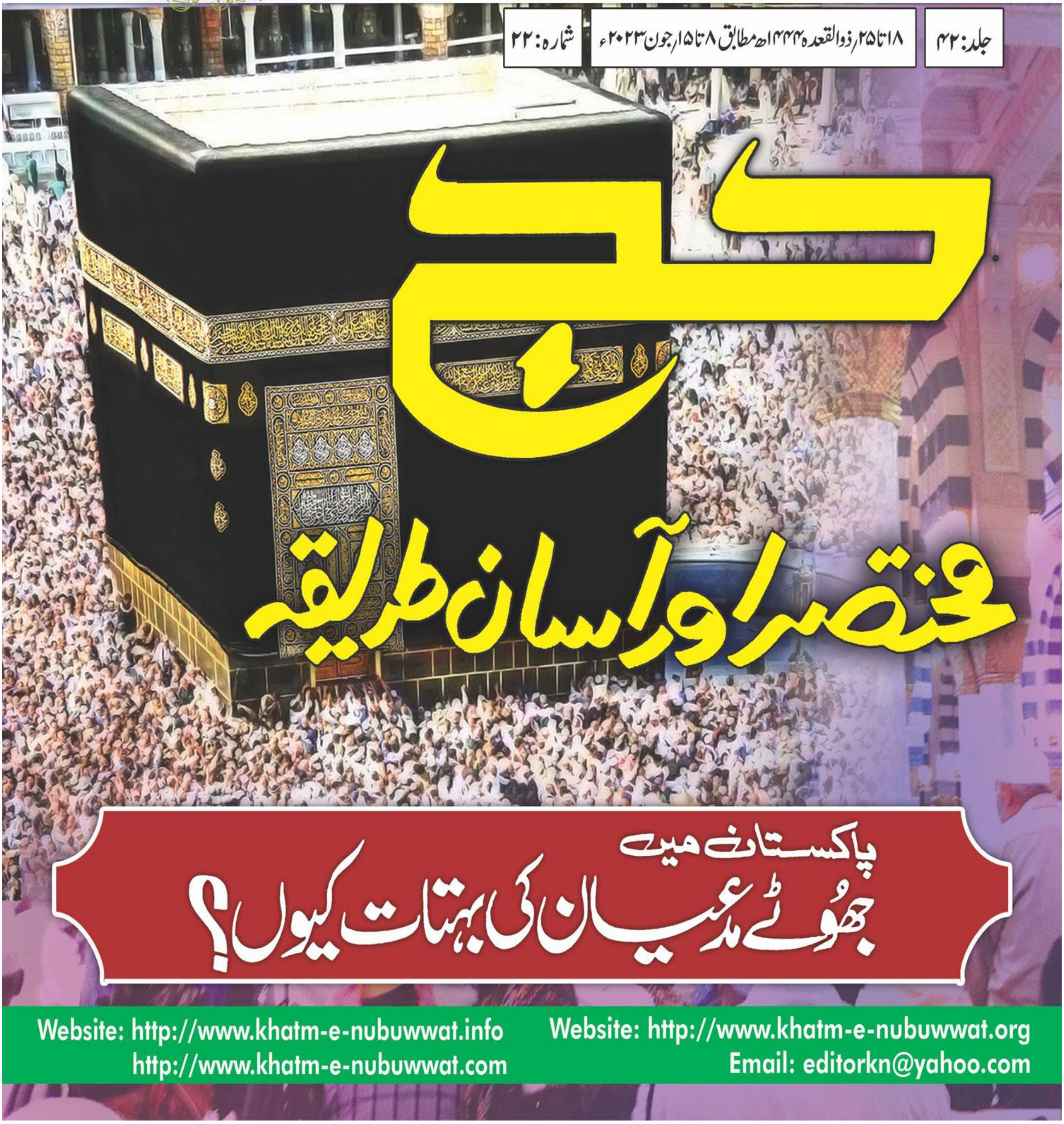

حج

مختصر اور آسان طریقہ

پاکستان میں جھوٹے مدعیان کی بہتات کیوں؟

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

”میں نے لکھ کر دے دیا ہے“ سے طلاق کا حکم

س:......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: لڑکی والے میرے گھر آئے اور طلاق کا مطالبہ کرنے لگے، دو آدمی بطور گواہ میری طرف سے بیٹھے اور پھر میں نے یہ تحریر لکھ کر دی: ”لڑکی والے طلاق لے رہے ہیں، ان کی خواہش پر میں حق مہر پچیس ہزار روپے بھی ادا کر رہا ہوں“ کیا ان الفاظ سے طلاق ہوگئی؟ جبکہ ابھی تک میں نے مہر ادا نہیں کیا۔ ان الفاظ کو لکھتے ہوئے میری نیت یہ تھی کہ میں طلاق دے دیتا ہوں اور معاملات ختم کر رہا ہوں، اس کے بعد سے میں نے لڑکی سے کوئی رابطہ نہیں کیا، خود اس لڑکی کا دو مرتبہ فون آیا اور کہنے لگی کہ میں نے رہنا ہے اور دوسری مرتبہ کہنے لگی: اگر طلاق دینی ہے تو دے دو گناہ تمہارے سر ہوگا، میں نے کہا کہ ٹھیک ہے، اپنے بڑوں کو درمیان میں لاؤ تو فیصلہ کر لیتے ہیں، لیکن ابھی تک وہ لوگ نہیں آئے، دو مہینے بعد میرے سالے سے ملاقات ہوئی تو میں نے اس کو کہا کہ میں نے لکھ کر دے دیا ہے میری طرف سے ختم ہے معاملہ، میں نے اس کو نہیں رکھنا اور خود میں نے بھی اپنے بڑوں سے بارہا کہا ہے کہ معاملہ ختم کر دو میں نے اس کو نہیں رکھنا، کیا اس صورت میں طلاق ہوگئی؟

ج:......سائل کا یہ لکھنا کہ: ”لڑکے والے طلاق لے رہے ہیں. . . ان کی خواہش پر میں حق مہر پچیس ہزار روپے ادا کر رہا ہوں“ ان الفاظ میں لڑکی والوں کی خواہش کا ذکر ہے، سائل کی طرف سے طلاق دینے کی خبر نہیں۔ اس لئے نیت طلاق کے باوجود ان الفاظ سے طلاق نہیں ہوگی، اس کے بعد لڑکی کے بھائی کو سائل نے طلاق کی نیت سے جو یہ کہا کہ: ”میں نے لکھ کر دے دیا ہے میری طرف سے معاملہ ختم ہے، میں نے اس کو نہیں رکھنا۔“ ان الفاظ سے ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی اور رجوع کے لئے دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہوگا۔ اسی طرح عدت کے بعد اگر لڑکی کسی دوسری جگہ نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔

دوسری شادی کے لئے بیوی کی اجازت

س:......زید شادی شدہ ہے اور ان کے سات بچے ہیں، جن میں چھ لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے، تین لڑکیاں بالغ ہیں، تین لڑکیاں نابالغ اور ایک بیٹا بھی نابالغ ہے۔ زید دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں، کیا انہیں اپنی بیوی سے جو کہ ان کے نکاح میں ہیں زبانی یا تحریری اجازت کی ضرورت ہے؟

ج:......شرعاً دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری نہیں۔ اخلاقاً لینی چاہئے۔ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ:

”دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کی رضامندی شرعاً شرط نہیں، لیکن دونوں بیویوں کے درمیان عدل و مساوات رکھنا ضروری ہے، چونکہ عورتوں کی طبیعت کمزور ہوتی ہے اور گھریلو جھگڑا فساد سے آدمی کی زندگی اجیرن ہوجاتی ہے۔ اس لئے عافیت اسی میں ہے کہ حتی الوسع نہ کی جائے اور اگر کی جائے تو دونوں کو الگ الگ مکان میں رکھا اور دونوں کے حقوق برابر ادا کرتا رہے، ایک طرف جھکاؤ اور ترجیحی سلوک کا وبال بڑا ہی سخت ہے۔“

حدیث شریف میں ہے کہ: ”جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان برابری نہ کرے تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ ساقط ہوگا اور مفلوج ہوگا۔“ (مشکوٰۃ ص:۲۷۹)۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۲ — ۱۸ تا ۲۵ ذوالقعدہ ۱۴۴۴ھ، مطابق ۸ تا ۱۵ جون ۲۰۲۳ء — شمارہ: ۲۲

اس شمارے میں!

پاکستان میں جھوٹے مدعیان کی بہتات کیوں؟	۵	محمد اعجاز مصطفی
حج کا مختصر اور آسان طریقہ	۸	مفتی محمد فیاض قاسمی
حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۳	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
مسئلہ ختم نبوت کی حساسیت (۳)	۱۷	ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمۃ اللہ علیہ
مولانا سیّد انور شاہ دیپالپوریؒ کا وصال	۲۱	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِتعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۳۸ فصل:.... ۲ھ کے غزوات

غزوۂ قرقرۃ الکدر: ۶:۔۔اسی سال، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر سے مدینہ واپس آئے تو سات دن بعد، شوال کی ابتدائی تاریخوں میں، اور بقول بعض نصف محرّم ۳ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنی سلیم کے لئے موضع کدر تشریف لے گئے، اسے غزوۂ قرقرۃ الکدر بھی کہتے ہیں۔

قرقرۃ:.... دونوں قاف کے فتحہ کے ساتھ، کبھی ان دونوں کو ضمہ سے پڑھا جاتا ہے، سفید چٹیل میدان کو کہتے ہیں۔

کدر:.... کاف کا ضمہ اور دال مہملہ کے سکون کے ساتھ، خاکستری رنگ کے پرندوں کو کہا جاتا ہے، یہ جگہ قرقرۃ الکدر اس لئے کہلائی کیونکہ یہ خاکستری رنگ کے پرندوں کا مستقر تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جہاد کے لئے دوسو اَفراد کی معیت میں نکلے، اور سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا حاکم مقرّر کیا۔

سباع:.... بکسر سین، اور

عرفطہ:.... بضم عین مہملہ وفا، اس کے بعد طاءِ مہملہ۔

اور بعض نے کہا کہ حضرت ابنِ اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا، ان کا نام اکثر علماء کے قول کے مطابق ''عمرو'' ہے، یہی قول صحیح ہے، اور ایک قول کے مطابق ''عبداللہ'' ہے۔ ان دونوں اقوال کے درمیان تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ حضرت سباعؓ کو فیصلوں کے لئے اور حضرت ابنِ مکتومؓ کو نماز کی اِمامت کے لئے خلیفہ بنایا ہوگا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنوسلیم کی آبادی کے قریب پہنچے تو وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، کوئی شخص مقابلے پر نہیں آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پانچ سو اُونٹوں کو غنیمت بنایا اور مدینہ طیبہ کی طرف واپسی ہوئی۔ راستے میں مدینہ طیبہ سے تین میل دُور موضع صرار بکسر صاد مہملہ، میں مالِ غنیمت تقسیم فرمایا اور اُونٹوں کے چرواہوں میں ''یسار'' نامی ایک صاحب تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لے کر آزاد کردیا، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ (آزاد شدہ غلام اور خادم) تھے۔

غزوۃ السویق: ۷:.... اسی سال، ذی الحجہ میں، اور بقول بعض محرم ۳ھ میں غزوۃ السویق کے لئے تشریف لے گئے، اسے غزوۂ سویق اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ اس غزوہ میں مشرکوں کا بیشتر توشہ ستو تھے، جو مسلمانوں کو غنیمت میں ہاتھ آئے، یہ غزوۂ قرقرۃ الکدر کے قریب ابوسفیان اور کفارِ قریش سے ہوا تھا، غزوۂ بدر کے بعد ابوسفیان نے قسم کھارکھی تھی کہ وہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام نہ لے اور مقتولینِ بدر کے بدلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو قتل نہ کرے، نہ گھی کا استعمال کرے گا، نہ غسلِ جنابت۔ چنانچہ ابوسفیان اپنے ساتھ دوسو سواروں کو لے کر عریض تک پہنچا، یہ جگہ مدینہ سے تین میل ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اِطلاع ہوئی تو آپ ۵رذی الحجہ کو اِتوار کے دن دوسو سواروں کے ہمراہ مقابلے کے لئے نکلے اور مدینہ کا حاکم سباع بن عرفطہ یا ابنِ اُمِّ مکتوم یا ابولبابہ بن منذر کو بنایا۔ ابوسفیان اور اس کے رُفقاء کو خبر ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دِل میں رُعب ڈال دیا اور انہوں نے سر پر پاؤں رکھ کر مکہ کا رُخ کیا اور بھاگتے ہوئے بوجھ ہلکا کرنے کی خاطر ستو کی بوریاں گراتے گئے، مسلمانوں نے ان کی بوریوں کے علاوہ دیگر ساز وسامان کو غنیمت بنایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا مقابلہ کامیاب وکامران واپس تشریف لائے۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

پاکستان میں جھوٹے مدعیان کی بہتات کیوں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ کا مہینہ جہاں پاک فطرت اور پاکیزہ قلوب مسلمانوں کے لئے خیر و برکت اور رحمت و مغفرت کا باعث بنا ہے کہ اس ماہ مبارک میں ایسے مسلمان نماز، روزہ، تراویح، صدقہ، خیرات، تلاوت، ذکر و استغفار اور اعتکاف کے ذریعے گناہوں کی بخشش اور آخرت میں نجات و فلاح کے لئے مقدور بھر مساعی اور کوششیں کرتے رہے، جس سے شیطان کو اپنی سال بھر کی محنت اور کوشش رائیگاں ہوتی نظر آئی، وہاں اس نے اس نورانی ماحول اور نیکیوں کی برسات کے موسم میں کچھ بدفطرت اور ناپاک دل اپنے آلۂ کاروں کو سادہ لوح مسلمانوں کے دین و ایمان کو خراب اور غارت کرنے کے لئے مختلف دعاوی کا ڈھونگ بھی رچانے کے لئے کھڑا کر دیا۔

اس رمضان المبارک میں ہمارے ملک پاکستان کے تین شہروں میں مسیلمہ کذاب، مرزا قادیانی، گوہر شاہی اور یوسف کذاب کی طرح تین ڈھونگی لوگوں نے یہ ڈھونگ رچایا ہے۔ ان میں سے ایک سید احمد رضوی نامی شخص ہے جو ایک عرصہ سے کراچی میں سلسلۂ وارثی کا سجادہ نشین اور پیر بنا ہوا تھا۔ تفصیلات کے مطابق گزشتہ روز گلبرگ پولیس نے فیڈرل بی ایریا بلاک ۱۳ میں چھاپہ مار کر سید احمد رضوی نامی ایک پیر کو گرفتار کیا ہے جو کہ علاقے میں کئی سال سے پیری مریدی کا کام کر رہا تھا۔ ایس ایچ او اشرف جوگی کا کہنا ہے کہ گرفتار شخص کی جانب سے ایک ویڈیو سوشل میڈیا پر پوسٹ کی گئی تھی، جس میں یہ شخص خود کو امام مہدی ثانی قرار دے رہا تھا، جس کے بعد کراچی کے مذہبی حلقوں سمیت عام شہریوں میں مذکورہ شخص کے خلاف شدید اشتعال پھیل گیا۔ اس پر پولیس نے شناخت کرنے کے بعد رہائش گاہ پر چھاپہ مار کر اسے گرفتار کر لیا اور سخت حفاظتی انتظامات میں تھانے منتقل کر دیا ہے۔

اسی طرح دوسرا جھوٹا مدعی نبوت خرم اسلام راولپنڈی میں گرفتار کیا گیا اور اس کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ درج کیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق گزشتہ شب تقریباً سوا آٹھ بجے کے قریب ایک شخص نے راولپنڈی کے علاقے صادق آباد کی جامع مسجد تقویٰ میں آ کر رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ مذکورہ کذاب شخص کی شناخت خرم اسلام کے نام سے ہوئی ہے۔ مذکورہ شخص کی جانب سے توہین رسالت کا ارتکاب کئے جانے پر جامع مسجد تقویٰ کے خطیب ممتاز عالم دین مفتی مجیب الرحمٰن نے امن و امان کا مسئلہ پیدا ہونے کے خدشے کے پیش نظر مذکورہ کذاب شخص کو اپنی تحویل میں لے کر راولپنڈی

پولیس کے اعلیٰ حکام سے رابطہ کرکے مذکورہ شخص کے خلاف بلا تاخیر قانونی کارروائی کرنے کی درخواست کی۔ مفتی مجیب الرحمٰن کی جانب سے رابطہ کئے جانے کے بعد راولپنڈی پولیس کے اعلیٰ حکام کی ہدایت پر ایس ایچ او تھانہ صادق آباد پولیس کی بھاری نفری کے ہمراہ جامع مسجد تقویٰ پہنچے اور توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے مذکورہ شخص کو حراست میں لے کر نامعلوم مقام پر منتقل کردیا۔ جس کے بعد مفتی مجیب الرحمٰن مذکورہ شخص کے خلاف مقدمے کے مدعی محمد وقاص اور دیگر رفقا کے ہمراہ اندراج مقدمہ کے لئے تھانہ صادق آباد پہنچے۔ مذکورہ واقعہ کی اطلاع ملتے ہی بعض مذہبی جماعت کے کارکنان تھانہ صادق آباد پہنچنا شروع ہوگئے اور انہوں نے احتجاج کی کوشش کی، جس پر مفتی مجیب الرحمٰن نے کسی بھی شخص کو مذکورہ واقعہ کے متعلق تھانے کے سامنے احتجاج کرنے سے روک دیا اور کہا کہ ہم اس مقدمے کو دیکھ رہے ہیں، جب پولیس ہمارے ساتھ مکمل تعاون کررہی ہے اور توہین رسالت کے مرتکب شخص کے خلاف قانونی کارروائی کے لئے تمام تقاضے پورے کئے جارہے ہیں تو کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ امن وامان کا مسئلہ پیدا کرے۔ بعدازاں مفتی مجیب الرحمٰن کی کاوشوں کے نتیجے میں رات گئے مذکورہ کذاب شخص کے خلاف توہین رسالت اور توہین مذہب کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کرلیا گیا۔ علاوہ ازیں ایس پی راول فیصل سلیم اور ایس ایچ او تھانہ صادق آباد نے جامع مسجد تقویٰ آکر ممتاز عالم دین مفتی مجیب الرحمٰن سے ملاقات کرکے خصوصی طور پر ان کا شکریہ ادا کیا کہ ان کی قابل تحسین کارکردگی کی وجہ سے توہین رسالت کے مذکورہ واقعہ کے رونما ہونے پر راولپنڈی شہر میں کسی بھی قسم کا امن وامان کا مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔ ایس پی نے یقین دہانی کرائی ہے کہ پولیس مذکورہ شخص کے خلاف مقدمے میں تمام قانونی تقاضوں کو پورا کرے گی اور مفتی مجیب الرحمٰن نے جو اعتماد راولپنڈی پولیس پر کیا ہے، اس پر پورا اترے گی۔

اسی طرح تیسرا واقعہ فیصل آباد میں پیش آیا، جہاں نبوت کی جھوٹی دعویدار، اس ملعونہ کی بہن اور بہنوئی کو گرفتار کیا گیا۔ جہاں میاں بیوی نے ویڈیو میں ملعونہ ثنا کی خرافات کی تائید کی تھی۔

نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والی ملعونہ ثنا عرف قیامت کی بہن حنا نواز اور اس کی خرافات کی گواہی دینے والے خاوند ڈاکٹر احمد نواز کو بیٹے سمیت حراست میں لے لیا گیا۔ فیصل آباد سے ملعونہ ثنا کی بہن حنا انجم کا ویڈیو بیان سوشل میڈیا پر سامنے آیا تھا جس میں اس نے کہا تھا کہ (نعوذ باللہ) اس کی بہن ثنا عرف قیامت نے لاہور میں رسالت کا جو دعویٰ کیا ہے، میں اس کی تائید کرتی ہوں۔ ہمیں خواب میں الہام ہوتا ہے۔ حنا انجم نے مزید کہا کہ ہمارا سات سال سے روحانیت کا سلسلہ ہے۔ اس دوران موقع پر حنا کا شوہر ڈاکٹر احمد نواز بھی موجود تھا، جو ملعونہ کے دعوؤں کی تائید کرتا رہا تھا۔ تھانہ نشاط آباد پولیس نے ملعونہ کو اس کے ڈاکٹر خاوند اور بیٹے سمیت گرفتار کرکے زیر دفعہ ۲۹۵۔ اے، بی اور سی مقدمہ نمبر 621/23 درج کرلیا۔

سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کے اسباب اور محرکات کیا ہیں؟ اور اس کے سدباب کی کیا صورت ہونی چاہئے۔ اس سلسلے میں نہایت غور وفکر کی ضرورت ہے۔ ہمارے خیال میں ایسے لوگوں کو یہ جرأت اس لئے ہوتی ہے کہ بعض دین دشمن اور ملک دشمن این جی اوز اور قادیانیوں کے لے پالک ان کی پشت پر ہوتے ہیں، جو انہیں مال ودولت، بیرونی ممالک کی نیشنلٹی اور ان کے معیارِ زندگی کو بلند کرنے کا لالچ دے کر انہیں اس طرح کے گھناؤنے اور جھوٹ پر مبنی دعاوی کرنے پر اکساتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ قادیانیوں اور دین دشمنوں کو یہ یقین ہوگیا ہے کہ پاکستان میں مسلمانوں کے اربابِ اقتدار اور بااختیار لوگوں کی دینی اور ملی غیرت کا جنازہ نکل گیا ہے۔ اب وہ اپنے ذاتی مفادات، پاکستان میں اقتدار اور کرسی کے لئے تو لڑ سکتے ہیں، مگر دین ومذہب اور اللہ اور اس کے رسول کے نام پر ان کے پاس کوئی وقت نہیں ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کو شاید دین و مذہب اور اللہ ورسول کی کوئی ضرورت نہیں۔ لہٰذا ان کی توہین وتنقیص اور گستاخی وبے ادبی کے خلاف کسی قسم کے ردِعمل کو روشن خیالی کے خلاف تصور کرتے ہیں، بلکہ ایسے کسی ردِعمل کو تنگ نظری کے مترادف سمجھتے ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ دین دشمن آئے دن اللہ اور اس کے رسول کی توہین وتنقیص

کرتے ہیں، شعائر اسلام اور مقدسات کا مذاق اڑاتے ہیں اور مسلمانوں کے دین ومذہب کو نشانہ بناتے ہیں، مگر مسلمانوں کے بڑوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، بلکہ ایسے بدباطن گستاخوں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی ضروری نہیں سمجھی جاتی۔ چنانچہ اس قسم کے گھناؤنے واقعات کی نہ صرف یہ کہ بھر مار ہے، بلکہ آئے دن اس قسم کے واقعات اور سانحات رونما ہوتے ہیں اور ان کے مرتکب مجرم بلاخوف وخطر دندناتے پھرتے ہیں، مگر ہمارا ملکی قانون اور ہماری حکومت وعدلیہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

دیکھا جائے تو ایسی صورت حال ہی عوام کو راست اقدام کرنے اور قانون کو ہاتھ میں لینے پر مجبور کرتی ہے اور ایسے موذیوں اور بدباطنوں کو ٹھکانے لگانے کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ اگرچہ کوئی بھی محب وطن اور آئین وقانون کا پابند کسی بھی اعتبار سے قانون کو ہاتھ میں لینے کی تائید نہیں کرسکتا، جیسا کہ ان مذکورہ بالا واقعات میں مسلم زعماء اور علمائے کرام نے قانون کو ہاتھ میں لینے سے عوام الناس کو بڑی حکمت، تدبر اور دانشمندی سے روکا، جس کا پولیس نے مفتی مجیب الرحمٰن صاحب کے پاس جاکر برملا اعتراف اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ اگر حکومت، انتظامیہ اور ہماری عدلیہ وقت پر قانون کے مطابق ان کو قانون کے شکنجے میں کس لے اور ان کو سزائیں دے تو کہیں بھی قتل وغارت گری اور دنگا وفساد کی نوبت ہی نہ آئے۔

خلاصہ یہ کہ ایسے دین دشمنوں اور بدباطنوں کو وقت پر اور قانون کے مطابق سزائیں نہ دینا ہی ان کو اللہ ورسول اور شعائر اسلامی کی توہین وتنقیص اور گستاخی وبے ادبی کرنے پر اکساتے ہیں۔ لہٰذا حکومت، انتظامیہ اور عدلیہ سے ہماری درخواست ہے کہ وہ ایسے مجرموں کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دے اور آئندہ ہمیشہ کے لئے ایسے اقدامات کا سدباب کرے۔ ان ارید الا الاصلاح ماستطعت وماتوفیقی الا باللہ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین

حج کا مختصر اور آسان طریقہ

مفتی محمد فیاض قاسمی

حج تمتع کہتے ہیں کہ ایک سفر میں عمرہ اور حج دونوں کا فائدہ اٹھانا۔اس کے لیے مکہ معظمہ پہنچنے سے پہلے میقات پر حاجی صرف عمرہ کا احرام باندھیں گے اور کعبۃ اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرکے اپنے سر کے بال منڈوا کر یا کتروا کر عمرہ کے احرام سے نکل جائیں گے۔ پھر جب حج کا زمانہ یعنی آٹھ ذوالحجہ آئے گا تو پھر حج کا احرام باندھ کر حج کریں گے۔

حج کی تیاری:

حج کے پانچ دن ہوتے ہیں اور آٹھ ذوالحجہ سے حج کی تیاری شروع ہوجاتی ہے۔لیکن آج کل معلم بھیڑ کی وجہ سے اپنے متعلقہ حاجیوں کو سات ذوالحجہ ہی کو منیٰ لے جاتے ہیں،اس لیے ۷/ذوالحجہ سے ہی حج کی تیاری شروع کردیں۔ مثلاً سر کے بال سنوار لیں، خط پٹی بنوالیں،مونچھیں کتر لیں، ناخن کاٹ لیں، زیر ناف اور بغل کے بال صاف کرلیں، پھر احرام کی نیت سے غسل کرلیں یا وضو کرلیں۔ جوتے چپل اتار کر ہوائی چپل پہن لیں اور پھر حرم شریف جاکر احرام کی دو سفید چادریں اس طرح استعمال کریں کہ ایک سفید چادر بغیر سلے ہوئے لنگی کی طرح باندھ لیں اور دوسری چادر دوپٹہ کی طرح اوڑھ لیں اور سر ڈھانک کر دو رکعت نفل پڑھ لیں جب کہ مکروہ وقت نہ ہو۔اور اگر حرم شریف جانے کا موقع نہ ہو تو اپنی رہائش گاہ پر ہی احرام کی نیت سے یہ نفل پڑھیں۔ عورتیں اپنی رہائش گاہ پر ہی یہ نفل پڑھیں۔

حج کا احرام:

پھر جب منیٰ کو روانہ ہونے کا وقت آجائے تو حج کی نیت کرلیں۔ سر کھول کر ان الفاظ میں نیت کریں:’’اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِی وَتَقَبَّلْہُ مِنِّی۔‘‘ اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا ہوں، اس کو میرے لیے آسان فرما دیجیے اور میری جانب سے قبول فرما لیجیے۔’’اگر حج بدل کررہے ہوں تو اس طرح نیت کریں: اَللّٰھُمَّ اَنِی اُرِیدُ الحَجَ مِنْ فُلَانٍ.....(یعنی اس شخص کا نام لیں جس کی طرف سے حج کررہے ہوں)’’ فَیَسِّرْہُ لِی وَتَقَبَّلْہُ مِنْہُ‘‘ ’’اے اللہ! میں فلاں کی طرف سے حج کی نیت کرتا ہوں، اس کو میرے لیے آسان فرمادیجیے اور فلاں کی جانب سے قبول کرلیجیے۔’’ نیت کرنے کے بعد کسی قدر بلند آواز سے تین دفعہ تلبیہ پڑھیں: لَبَّیْکَ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیکَ لَکَ لَبَّیْکَ،اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَاشَرِیکَ لَکَ۔اب آپ احرام میں داخل ہوگئے۔احرام حج کا پہلا رکن ہے اور فرض ہے۔

احرام کی پابندیاں:

احرام باندھ کر تلبیہ پڑھنے کے بعد یہ چیزیں حرام ہوجاتی ہیں مرد و عورت دونوں کے لیے:(۱)خوشبو لگانا(۲)ناخن کاٹنا(۳)جسم سے بال دور کرنا(۴)چہرہ ڈھانکنا (۵) میاں بیوی والے خاص تعلقات اور جنسی شہوت کے کام کرنا (۶)خشکی کے جانور کا شکار کرنا۔ممنوعات احرام صرف مردوں کے لیے:(۱) سلے ہوئے کپڑے پہننا (۲)سر کو ٹوپی یا پگڑی یا چادر وغیرہ سے ڈھانکنا(۳)ایسا جوتا چپل پہننا جس سے پاؤں کے بیچ کی اونچی والی ہڈی چھپ جائے۔مکروہات احرام: بدن سے میل دور کرنا، صابن کا استعمال کرنا،کنگھا کرنا۔

احرام کی حالت میں جائز کام:

غسل کرنا مگر خوشبودار صابن یا تیل نہ لگانا، احرام کو دھونا، اسے بدلنا، انگوٹھی، چشمہ، بیلٹ اور چھتری وغیرہ کا استعمال کرنا، احرام کے اوپر مزید چادر وغیرہ ڈال کر سونا۔

۸/ذوالحجہ، حج کا پہلا دن:

سات ذوالحجہ کی شام کو ہی آج کل عام طور پر منیٰ آجاتے ہیں۔ منیٰ آتے ہوئے راستہ میں بہ کثرت تلبیہ اور تسبیحات پڑھتے رہیں۔ اپنی رہائش گاہ سے منیٰ جانے میں ضرورت سے زیادہ سامان نہ لیں، بلکہ صرف اوڑھنے اور بچھانے کی دو چادر، ہوائی تکیہ، نہانے اور منہ پوچھنے کا تولیہ، دری یا چٹائی، پانی کی بوتل، گلاس، چمچہ، چاقو، چینی، نمک، سوکھا ناشتہ یا ستو، مسواک، ریزر،

بلیڈ، قینچی، آئینہ، کنگھی، رسی، چھتری، قے، دست، سردرد، بخار، قبض اور گیس کی دوائیں، ایک عدد سلا ہوا کپڑا اور ایک زائد احرام۔ یہ سب چیزیں پٹھو بیگ میں ڈال لیں۔ کمر بیلٹ جس میں اقامہ یا پاسپورٹ، پہچان پتر، آدھار کارڈ، ضرورت کے مطابق سعودی ریال، دیگر ضروری کاغذات، دھوپ کا چشمہ اور موبائل وغیرہ رکھیں۔ چپل بیگ اور کنکر کی تھیلی بھی ساتھ لے لیں۔ منیٰ پہنچ کر رات منی میں گزاریں۔ آٹھ ذوالحجہ کی فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء منیٰ میں ہی ادا کریں۔ زیادہ تر تلاوت قرآن کریم، تسبیحات، تلبیہ اور نوافل ودعا کا خوب اہتمام کریں۔ فضول بات چیت میں اور گھومنے میں وقت ضائع نہ کریں۔ نویں ذوالحجہ کی رات منی میں گزارنا سنت ہے۔ لہٰذا اگر کسی وجہ سے منیٰ پہنچنے میں تاخیر ہوجائے یا منیٰ نہ پہنچ سکیں تو کوئی دم وغیرہ لازم نہیں ہوگا، ویسے قصداً ایسا نہ کرنا چاہیے۔

۹/ ذوالحجہ، حج کا دوسرا دن:

نو ذوالحجہ کی فجر کی نماز جب اجالا ہوجائے تب منیٰ میں ادا کریں اور نماز کے بعد تکبیر تشریق: اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ وَ اللہ اکبر اللہ اکبر، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھیں۔ یہ تکبیر تشریق نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرھویں ذوالحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد مرد وعورت سب کو پڑھنا واجب ہے۔ اس کے بعد جب خوب دھوپ نکل جائے تب تیاری کرکے اپنا سامان لے کر تلبیہ: ”لبیک، اللّٰھم لبیک، لبیک لاشریک لک لبیک، ان الحمد والنعمة لک والملک، لاشریک لک“ پڑھتے ہوئے عرفات کے لیے نکل جائیں۔ نو ذوالحجہ سے پیشتر یا سورج نکلنے سے پہلے منیٰ سے عرفات کے لیے نکلنا خلاف سنت ہے۔ ویسے آج کل آٹھ ذوالحجہ کی شام کو ہی عشاء بعد عرفات کے لیے معلم لے جاتے ہیں اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ البتہ وقوف عرفہ کا وقت ۹/ ذوالحجہ کے دن زوال سے شروع ہوتا ہے۔ عرفات پہنچ کر وادیٔ عرنہ کے علاوہ جہاں چاہیں قیام کریں۔ جبل رحمت کے نزدیک قیام کرنا افضل ہے، اس پہاڑ پر چڑھنا کوئی فضیلت کی چیز نہیں۔

عرفات میں وقوف عرفہ:

عرفات پہنچ کر کھانے وغیرہ سے فارغ ہوکر کچھ دیر آرام کرلیں۔ پھر زوال سے پہلے غسل کرلیں، ورنہ وضو کرلیں۔ زوال ہوتے ہی وقوف عرفہ شروع کردیں۔ شام تک بہ کثرت تلبیہ پڑھیں۔ تیسرا کلمہ پڑھیں، چوتھا کلمہ پڑھیں۔ خوب توبہ واستغفار کریں۔ خوب روکر عاجزی کے ساتھ اپنے رب سے دعائیں مانگیں۔ یہ دن خوب مانگنے اور گناہ بخشوانے کا دن ہے، اسے ہرگز ضائع نہ ہونے دیں۔ حدیث میں یہ خاص دعا بھی پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے: ”لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علٰی کل شیٔ قدیر“ ایک سو مرتبہ: ”قل یا ایھا الکافرون“ اخیر تک سو مرتبہ اور ”اللّٰھم صلی علٰی محمد وعلٰی اٰلِ محمد کما صلیت علٰی ابراھیم وعلٰی اٰلِ ابراھیم انک حمید مجید“ سو مرتبہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخاطب کرکے فرمائیں گے کہ اس بندے کی کیا جزا ہے جس نے میری تسبیح وتہلیل، تکبیر وتعظیم اور تعریف وثنا کی اور میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ اے فرشتو گواہ رہو کہ میں نے اس کو بخش دیا اور اس کی شفاعت قبول کی اور اگر وہ اہل عرفات کے لیے بھی شفاعت کرتا تو میں قبول کرلیتا۔ وقوف عرفہ کھڑے ہوکر کرنا افضل ہے اور بیٹھ کر بھی جائز ہے، لیٹ کر بھی جائز ہے۔ لہٰذا سہولت کے مطابق کھڑے ہوکر، بیٹھ کر، لیٹ کر، باہر دھوپ میں، چھاؤں میں یا اپنے خیمہ میں کہیں بھی کرسکتے ہیں۔ میدان عرفات میں ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز عصر کے وقت میں اکیلے یا باجماعت اذان واقامت کے ساتھ ادا کریں۔ اگر مسجد نمرہ میں جاکر نماز پڑھتے ہیں تو پھر امام کے پیچھے پڑھیں، ورنہ اپنی جگہ پر ہی نمازیں ادا کریں۔ غرض شام تک رب تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کو دل ودماغ میں بٹھاکر خوب دعائیں مانگیں اور اپنے لیے، گھر والوں اور رشتہ داروں کے لیے، قیامت تک آنے والی اپنی نسلوں کی دینداری، خیر خواہی اور بھلائی کے لیے دعا مانگیں۔ کیوں کہ عرفات کی مانگی ہوئی ساری دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ وقوف عرفہ حج کا دوسرا رکن ہے اور فرض ہے۔ بہت سے لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی خود ہی یا معلم کے اصرار پر سورج غروب ہونے سے پہلے ہی عرفات سے نکل جاتے ہیں اور مزدلفہ روانہ ہوجاتے ہیں۔ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات سے ہرگز نہ نکلیں، ورنہ دم دینا ہوگا۔

مزدلفہ روانگی اور قیام:

سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ کے لیے روانہ ہوجائیں۔ سعودی حکومت کی جانب سے مزدلفہ کے حدود شروع ہونے کی وضاحت بورڈ پر لگی ہوتی ہے، لہٰذا جہاں سے مزدلفہ کے حدود شروع ہوتے ہیں اس کے اندر ہی قیام کریں۔ بعض لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی حدود مزدلفہ سے

پہلے ہی ٹھہر جاتے ہیں، ان کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھائیں ورنہ مزدلفہ میں آپ پہنچ نہ پائیں گے اور وقوف مزدلفہ نہ ہونے کی بنا پر دم واجب ہوجائے گا۔ مزدلفہ میں جہاں چاہیں قیام کریں مگر مشعر حرام کے قریب ٹھہرنا افضل ہے۔ یہاں پہنچ کر وضو کرکے عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں جماعت یا منفرداً ادا کریں۔ دونوں نمازوں کو ایک ساتھ جمع کرنے کے لیے جماعت سے پڑھنا شرط نہیں؛ بلکہ بغیر جماعت کے بھی دونوں کو جمع کرنا ہے۔ یعنی مغرب کو عشاء کے وقت میں ہی پڑھنا ہے۔ دونوں کے لیے ایک اذان اور ایک اقامت ہوگی۔ پہلے مغرب کی فرض نماز پڑھیں، پھر تکبیر تشریق اور لبیک کہیں اور اس کے فوراً بعد عشاء کی نماز پڑھیں۔ اس کے بعد مغرب کی دو رکعت سنت اور اس کے بعد عشاء کی دو رکعت سنت اور تین رکعت وتر پڑھیں۔ اگر مغرب کے وقت میں مزدلفہ پہنچ بھی جائیں تب بھی نمازِ مغرب عشاء کے وقت سے پہلے نہ پڑھیں۔

مبارک رات:

یہ بڑی مبارک رات ہے۔ اس رات کا مزدلفہ میں گزارنا سنت مؤکدہ ہے۔ اس میں ذکر و تلاوت، درود شریف اور دعا خوب دل لگا کر کریں۔ تلبیہ بھی پڑھتے رہیں۔ کچھ دیر آرام بھی کرلیا کریں۔ رات میں ہی چنے کے دانے کے برابر فی آدمی ستر کنکریاں مزدلفہ سے چن کر تھیلی میں ڈال لیں۔ صبح صادق ہونے پر اذان دے کر فجر کی سنت پڑھیں اور فجر کی نماز باجماعت یا انفراداً ادا کریں۔ اس کے بعد وقوف مزدلفہ شروع کردیں۔ وقوف مزدلفہ واجب ہے خواہ تھوڑی ہی دیر کیوں نہ ہو۔ طلوع فجر کے وقت سے طلوع شمس تک وقوف مزدلفہ کا وقت رہتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص بلا عذر طلوع فجر سے پہلے ہی مزدلفہ سے نکل گیا یا طلوع شمس کے بعد مزدلفہ پہنچا تو دم دینا لازم ہوگا۔ طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس تک وقوف مزدلفہ کے دوران دعا میں مشغول رہنا سنت ہے۔ جب سورج نکلنے والا ہو تو منیٰ کے لیے روانہ ہوجائیں۔

۱۰/ ذوالحجہ، حج کا تیسرا دن:

اور جمرہ عقبہ کی رمی منیٰ پہنچ کر جمرہ عقبہ جو کہ آخری جمرہ کہلاتا ہے اور مکہ کی جانب ہے اس پر ایک ایک کرکے سات کنکریاں ماریں۔ کنکری شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے پکڑ کر ہاتھ تھوڑا اونچا کرکے پھینکیں۔ رمی جمار واجب ہے، چھوڑ دینے سے دم واجب ہوگا۔ رمی کی کنکریاں جمرات پر لگنا ضروری نہیں بلکہ اس کے گرد گول احاطہ میں گر جائیں بس رمی صحیح ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ بہرحال ہر کنکری مارتے وقت یہ دعا پڑھیں: ’’بسم اللہ اَکْبَرُ، رَغْمًا لِلشَّیْطَانِ وَرِضًا لِلرَّحْمٰن‘‘۔ جمرہ پر پہلی کنکری مارتے ہی لبیک کہنا بند کردیں۔ ۱۰ویں ذوالحجہ کو رمی کا وقت فجر سے شروع ہوکر اگلے دن یعنی گیارھویں کی فجر تک ہے، مگر مسنون اور افضل یہ ہے کہ آج کی رمی طلوع آفتاب کے بعد اور زوال سے پہلے ہو۔ رمی کے بعد دعا کے لیے نہ ٹھہریں بلکہ اپنی قیام گاہ چلے جائیں۔ اس کے بعد قربانی کریں۔ قربانی متمتع اور قارن پر کرنا واجب ہے اور مفرد پر مستحب ہے۔ قربانی خود کریں یا کسی معتمد ادارہ یا شخص سے کروائیں۔ جب یقین کامل ہوجائے کہ قربانی ہوچکی ہے تو پھر حلق یا قصر کرلیں۔ یعنی مرد حضرات اپنا سر مونڈوالیں یا بال کتروالیں اور خواتین انگلی کے پور سے زیادہ بال چاروں طرف سے کاٹ لیں۔ مردوں کے لیے مسئلہ یہ ہے کہ ان کے بال اگر انگلی کی پور سے بڑے ہیں تب تو اختیار ہے حلق کریں یا قصر، لیکن اگر انگلی کی پور سے چھوٹے ہیں تو حلق کرنا ہی ضروری ہوگا، اس کے بغیر حلال نہیں ہو پائیں گے۔ بال کتروانے یا مونڈوانے کے بعد آپ کے لیے بیوی سے جماع کے علاوہ ساری چیزیں حلال ہوجائیں گی جو احرام کی وجہ سے ممنوع تھیں۔ چنانچہ اب آپ سلا ہوا کپڑا بھی پہن سکتے ہیں، خوشبو بھی لگاسکتے ہیں اور خوشبودار صابن وتیل کا بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ طواف زیارت کے بعد عورت بھی حلال ہوجائے گی۔

طواف زیارت اور حج کی سعی:

طواف زیارت حج کا آخری رکن ہے اور فرض ہے۔ اس کا وقت ۱۰/ ذوالحجہ سے ۱۲/ ذوالحجہ کے سورج غروب ہونے تک ہے۔ ایام نحر یعنی قربانی کے تین دنوں کے اندر اگر طواف زیارت نہ کیا تو دم دینا ہوگا اور طواف زیارت بھی کرنا ہوگا۔ اس طواف کا طریقہ وہی ہے جو عمرہ کے طواف کا ہے۔ طواف زیارت کے بعد سعی کریں۔ سعی کا بھی وہی طریقہ ہے جو عمرہ کی سعی کا ہے۔ صرف نیت کا فرق ہوگا۔ افضل یہ ہے کہ حج تمتع کرنے والے طواف زیارت کے بعد سعی کریں اور اس طواف میں صرف رمل کریں اور اضطباع یعنی دائیں بغل کے نیچے سے چادر نکالنا ان سے ساقط ہوجائے گا، کیوں کہ وہ اس وقت احرام کے کپڑے اتار کر سلے ہوئے کپڑے پہن چکے ہوں گے۔

۱۱/ ذوالحجہ، حج کا چوتھا دن:

گیارہ ذوالحجہ کو پورے دن میں صرف ایک

کام کرنا ہے اور وہ ہے تینوں جمرات کی رمی۔ آج کی رمی کا وقت زوالِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور مسنون وقت غروب آفتاب تک ہے۔ صبح صادق تک مؤخر کرنا مکروہ ہے۔ رمی کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے جمرۂ اولیٰ (چھوٹا شیطان) پر ایک ایک کرکے سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت وہی دعا پڑھیں جو کل ۱۰/ذوالحجہ کی رمی کے وقت پڑھے تھے۔ پھر ذرا سا آگے یا دائیں یا بائیں ہوکر قبلہ رخ ہوکر دعائیں مانگیں۔ اس کے بعد جمرۂ وُسطیٰ (درمیانی شیطان) پر سات کنکریاں رمی کی دعا پڑھتے ہوئے ماریں پھر کسی جانب ذرا ہٹ کر قبلہ رخ ہوکر دعا مانگیں۔ اس کے بعد جمرۂ عقبہ (بڑا شیطان) پر سات کنکریاں رمی کی دعا پڑھتے ہوئے ماریں اور اس کے بعد دعا نہ کریں، بلکہ سیدھے قیام گاہ آجائیں۔ قیام گاہ میں آکر ذکر وتسبیح اور نمازوں کا اہتمام کریں اور گناہوں سے بالکل دور رہیں۔

۱۲/ذوالحجہ، حج کا پانچواں دن:

آج کے دن بھی صرف ایک ہی کام ہے اور وہ ہے رمی۔ آج بھی کل کی طرح تینوں جمرات کی رمی کریں۔ افعال، دعا، ترتیب اور وقت وہی ہے جو ۱۱/ذوالحجہ کی رمی کے تھے۔ واضح رہے کہ ۱۱/اور ۱۲/ذوالحجہ کی رمی زوالِ آفتاب سے پہلے جائز نہیں، لہٰذا اگر کوئی زوال سے پہلے کرلے تو دوبارہ زوال کے بعد کرنا ہوگا، ورنہ دم واجب ہوجائے گا۔ بہرحال ۱۲/کو رمی سے فارغ ہوکر آپ کو اختیار ہے چاہے منیٰ میں رہیں یا مکہ مکرمہ چلے جائیں۔ ۱۲/ذوالحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے بلا کراہت منیٰ سے مکہ معظّمہ آسکتے ہیں، غروب کے بعد آنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر آپ ۱۳/ذوالحجہ کی صبح کو منیٰ میں ہی ہوں تو پھر بغیر رمی کے آنا جائز نہیں، اس لیے ۱۳/کو زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرکے ہی منیٰ سے نکلیں۔ اب اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے مکہ معظّمہ چلے جائیں۔ وہاں جتنے دن بھی رہیں خوب نفلی طواف کریں۔ حدیث میں آیا ہے کہ روزانہ رب تعالیٰ کی طرف سے خانہ کعبہ پر ۱۲۰/رحمتیں نازل ہوتی ہیں، ان میں سے ۶۰ رحمتیں طواف کرنے والوں پر، ۴۰ وہاں نماز پڑھنے والوں پر اور ۲۰ خانہ کعبہ کو دیکھنے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔ (طبرانی)

اپنے والدین اور اساتذہ کی طرف سے نفلی عمرہ بھی کریں۔ حرم شریف میں نمازیں باجماعت ادا کیا کریں۔ پھر جب وطن واپسی کا ارادہ ہو تو طواف وداع کرکے جائیں۔ لیجیے آپ کو مقدس مقامات کے برکات اور حج کی نعمت نصیب ہوگئی۔

طواف:

طواف کہتے ہیں خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانے کو۔ عمرہ اور حج دونوں کے طواف کا طریقہ یکساں ہے۔ عمرہ کے طواف میں چونکہ احرام کا کپڑا آپ پہنے رہتے ہیں اس لیے اس میں اضطباع کرنا ہوگا، جب کہ حج کے طواف زیارت میں احرام کا کپڑا اتر چکا ہوتا ہے اس لیے اضطباع کی ضرورت نہیں۔ بہرحال طواف کے لیے وضو کرلیں بغیر وضو کے طواف جائز نہیں۔ لہٰذا اگر پہلے چار چکر پورا ہونے سے قبل درمیان طواف میں وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرکے دوبارہ طواف شروع کریں، اگر چار چکر پورا ہونے کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرکے آئیں اور جس چکر میں ٹوٹا تھا وہاں سے طواف شروع کریں۔ طواف کے لیے مسجد حرام میں داخل ہوکر کعبہ شریف کے اس کونہ کی طرف آجائیں جس میں حجر اسود لگا ہوا ہے اور وہاں اس طرح کھڑے ہوں کہ حجر اسود آپ کی دائیں جانب ہو۔ اب طواف کی نیت کرلیں کہ میں عمرہ کا یا حج کا طواف کرتا ہوں۔ عمرہ کی سعی بھی کرنی ہے اس لیے مرد حضرات اضطباع یعنی احرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر رکھ لیں اس طرح کہ دایاں کندھا کھلا رہے۔ یہ اضطباع پورے طواف میں باقی رکھنا ہے۔ بہرحال اس کے بعد تھوڑا آگے بڑھ کر اس طرح کھڑے ہوں کہ آپ کا سینہ اور منہ حجر اسود کے ٹھیک سامنے ہوجائے۔ اس کے بعد تکبیر یعنی ”بسم اللّٰہ اکبر وللّٰہ الْحَمْدُ“ کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر نیچے گرادیں، جیسا نماز میں اٹھاتے ہیں۔ اس کے بعد حجر اسود کا بوسہ لیں اگر سہولت ہو یا دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف کرکے ہتھیلیوں کا بوسہ لے لیں۔ اسے کہتے ہیں حجر اسود کا استلام۔ خیال رہے کہ ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا الگ فعل ہے اور حجر اسود کا استلام الگ فعل ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ تکبیر میں ہاتھ نماز کی طرح کانوں تک اٹھانا ہے جب کہ استلام میں کان تک نہیں بلکہ اس سے نیچے سینہ کے مقابل تک رکھنا ہے جتنی اونچائی پر حجر اسود لگا ہوا ہے۔ نیز طواف کے شروع کرتے وقت ہی صرف پہلی بار ہاتھ کانوں تک اٹھانا ہے، اس کے بعد کے چکروں میں صرف استلام ہے یعنی کان تک ہاتھ نہیں اٹھانا ہے۔ استلام حجر کے بعد بیت اللہ کے دروازہ کی جانب بغیر آگے بڑھتے ہوئے اسی جگہ سے فوجی کی طرح اپنے دائیں طرف مڑ جائیں اور کعبہ کو بائیں طرف رکھ کر طواف شروع کردیں۔ مرد حضرات پہلے تین چکروں میں اگر ممکن اور سہولت ہو تو رمل

کریں یعنی ذرا مونڈھے ہلا کے اوراکڑ کے چھوٹے چھوٹے قدموں کے ساتھ کسی قدر تیز چلیں۔ عورتوں کے لیے اضطباع یا رمل نہیں ہے۔عمرہ اور حج دونوں طوافوں میں مردوں کو رمل کرنا ہے، کیوں کہ ان دونوں طوافوں کے بعد سعی ہوتی ہے۔نفلی طواف میں اضطباع اور رمل نہیں ہے۔

طواف کرتے وقت نگاہ سامنے ہی رکھیں، خانہ کعبہ کی طرف اس حالت میں رخ کرنا منع ہے۔طواف کی حالت میں خانہ کعبہ آپ کے بائیں جانب رہنا چاہیے۔دوران طواف بغیر ہاتھ اٹھائے جو بھی دعائیں یاد ہوں کرتے رہیں۔تھوڑا آگے چلیں گے تو حطیم آئے گا، اس کے باہر سے طواف کریں، طواف کی حالت میں اس کے دائرے کے اندر جانا منع ہے۔حطیم کعبہ کا ہی حصہ ہے، اس لیے طواف کے بعد جب کبھی موقع ملے تو حطیم کے دائرے کے اندر جا کر نفل نماز ادا کریں، بہت ثواب اور فضیلت ہے اس کی۔ اس کے بعد کعبہ شریف کا تیسرا کونہ آئے گا جسے رکن یمانی کہتے ہیں۔دونوں ہاتھ یا صرف دایاں ہاتھ رکن یمانی پر پھیریں اگر سہولت ہو، ورنہ اس کی طرف اشارہ کئے بغیر ہی گزر جائیں۔خیال رہے کہ رکن یمانی پر ہاتھ پھیرتے وقت آپ کا سینہ کعبہ کی طرف نہ گھومے۔جب رکن یمانی سے آگے بڑھیں تو یہ دعا بار بار پڑھیں: ”ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار “۔ پھر کعبہ کا چوتھا کونہ یعنی حجر اسود آئے گا۔حجر اسود کے سامنے پہنچ کر اس کو بوسہ دیں یا اس کی طرف ہتھیلیوں کا رخ کرکے ”بسم اللہ اللہ اکبر و للہ الحمد “ کہیں اور ہتھیلیوں کو چوم لیں۔اس طرح آپ کا ایک چکر پورا ہوگیا۔اس کے بعد باقی چھ چکر بالکل اسی طرح لگائیں۔کل سات چکر لگانے ہیں۔آخری چکر کے بعد بھی حجر اسود کا استلام کریں۔شروع اور آخر کا استلام ملا کر کل آٹھ بار استلام ہونا چاہیے۔طواف مکمل ہونے کے بعد مقام ابراہیم پر آ کر یا مسجد حرام میں کہیں بھی جہاں سہولت ہو دو رکعت نماز واجب الطواف پڑھیں۔یہ دو رکعت ہر طرح کے طواف کے بعد پڑھنا واجب ہے۔پہلی رکعت میں ”قل یا ایھا الکافرون “ اور دوسری میں ”قل ھو اللہ احد “ پڑھنا مسنون ہے۔ مقام ابراہیم پر جا کر یہ دعا پڑھنا چاہیے: ”وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلّٰی “ مسجد حرام کے متعدد جگہوں پر آب زمزم دستیاب ہے۔قبلہ رخ ہو کر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر خوب سیر ہو کر زمزم کا پانی پئیں اور پینے کے بعد الحمدللہ پڑھیں، پھر یہ دعا پڑھیں: ”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ“ طواف اور نماز وغیرہ سے فراغت کے بعد ملتزم پر آجائیں اور اس سے چمٹ کر خوب رو دھو کر اس طرح دعا مانگیں جیسے کوئی غلام اپنے آقا کا دامن پکڑ کر سوال کرتا ہے۔ملتزم حجر اسود اور کعبہ کے دروازہ کے درمیان دو میٹر کے قریب کعبہ کی دیوار کا خاص حصہ کہلاتا ہے۔یہاں دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔اس کے بعد باب الصفا سے نکل کر صفا مروہ کی سعی کے لیے روانہ ہوجائیں۔

صفا مروہ کے درمیان سعی:

حج یا عمرہ کی سعی میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔سعی صفا سے شروع کریں اور مروہ پر ختم کریں۔صفا پر پہنچ کر بہتر یہ ہے کہ زبان سے کہیں: ”اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰہُ بِہٖ، اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ “، پھر خانہ کعبہ کی طرف رخ کرکے دعا کی طرح ہاتھ اٹھالیں اور تین مرتبہ ”اللّٰہ اکبر “ کہیں۔ اس کے بعد اوپر کھڑے ہوکر خوب دعائیں مانگیں۔یہاں بھی دعا قبول کی جاتی ہے۔ اب نیچے اتر کر مروہ کی طرف عام چال سے چلیں، اللہ کا ذکر زبان پر جاری رکھیں۔ بہتر یہ ہے کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان چلتے ہوئے یہ دعا پڑھتے رہیں: ”رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ، وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ، اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ“۔ جب سبز ستون جہاں گرین لائٹیں لگی ہوئی ہیں اس کے قریب پہنچ جائیں تو مرد حضرات ذرا تیز رفتار سے چلیں اس کے بعد پھر ایسے ہی ہرے ستون پر پہنچ کر تیز چلنا بند کردیں اور عام چال سے مروہ کی طرف بڑھتے رہیں۔مروہ پر پہنچ کر قبلہ رخ ہوکر ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگیں۔یہ سعی کا ایک پھیرا ہوا اور مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا ہوگا، اسی طرح سعی کے سات پھیرے لگانے ہیں۔سعی کا آخری پھیرا مروہ پر ختم ہوگا۔واضح رہے کہ صفا یا مروہ پر خوب اوپر چڑھنا ضروری نہیں، بلکہ زمین کی ہموار سطح سے اگر ایک سیڑھی بھی اوپر چڑھ گئے تو بھی کافی ہوگا۔سعی کے لیے وضو کا ہونا شرط نہیں لیکن بہتر ہے۔حیض والی عورت بھی سعی کرسکتی ہے، مگر طواف حیض کی حالت میں نہیں کرسکتی۔طواف سے فارغ ہوکر اگر سعی میں تاخیر ہوجائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ ہاں سعی کو طواف کے بعد کرنا شرط ہے، طواف کے بغیر سعی معتبر نہیں۔عمرہ کرنے کے لیے صرف عمرہ کی نیت سے احرام باندھنا ہے، تلبیہ پڑھنا ہے، طواف کرنا ہے، سعی کرنا ہے اس کے بعد حلق یا قصر کے ذریعہ حلال ہوجانا ہے۔حج تمتع کرنے والا مکہ پہنچ کر حج کا عمرہ کرلینے کے بعد سات ذوالحجہ سے پہلے پہلے جتنا چاہے نفلی عمرہ کرسکتا ہے، اس میں کوئی کراہت نہیں۔☆☆

"صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحَابَة" زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت صُہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔" (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر) مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

ہم میں سے ہر مسلمان حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے واقف اور ان کی زندگی کے حالات سے کسی نہ کسی حد تک آگاہ ہے۔ البتہ ہم میں سے بہت سے لوگوں کو شاید اس بات کا علم نہ ہو کہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رومی نہیں، خالصتاً عربی النسل تھے۔ ان کے والد کا تعلق قبیلۂ بنونمیر اور ان کی والدہ کا تعلق قبیلۂ بنو تمیم سے تھا۔ حضرت صہیبؓ روم کی طرف کیسے منسوب ہوئے، اس کے پس منظر میں ایک ناقابل فراموش کہانی ہے، جو تاریخ کے حافظے میں ہمیشہ محفوظ رہے گی اور اس کے صفحات برابر اس کو بیان کرتے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے تقریباً دو دہائی پہلے کی بات ہے، کسریٰ شاہ ایران کی طرف سے سنان بن مالک "اُبلّہ" کا گورنر تھا۔ وہ اپنی والاد میں سب سے زیادہ محبت اپنے بچے صہیب سے کرتا تھا، جس کی عمر اس وقت پانچ سال سے متجاوز نہ تھی۔

حضرت صہیبؓ کا چہرہ روشن وتابناک اور اس کے بالوں رنگ سرخی مائل تھا۔ چہرے بُشرے سے تازگی وشادمانی ٹپکتی تھی اور اس کی روشن آنکھیں ذہانت ونجابت کی آئینہ دار تھیں۔ اس کے علاوہ وہ نہایت چُست وچالاک اور پاک نفس ونیک سرشت بچہ تھا۔ اس کو دیکھتے ہی باپ کا دل باغ باغ ہو جاتا اور دل سے حکمرانی کی ساری پریشانیاں دور ہو جاتی تھیں۔

ایک دفعہ صہیب کی ماں اپنے خورد سال بچے اور خدام وملازمین کی ایک جماعت کے ساتھ آرام اور سیر وتفریح کے ارادے سے عراق کی ایک بستی "ثنیی" کے لئے روانہ ہوئی۔ اس بستی پر رومی فوج کے ایک دستے نے اچانک حملہ کر دیا۔ اس کے محافظوں کو قتل کر کے مال و اسباب لوٹ لیا اور بال بچوں کو گرفتار کر لے گئے۔ ان گرفتار شدگان میں صہیب بھی تھا۔

صہیبؓ کو بلادِ روم میں غلاموں کی منڈی میں لے جا کر فروخت کر دیا گیا۔ وہ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ اور ایک آقا کی خدمت سے دوسرے آقا کی خدمت میں منتقل ہوتا رہا۔ اس معاملہ میں ان کی حالت ان ہزاروں لونڈی غلاموں سے مختلف نہ تھی جن سے سرزمین روم کے حکمرانوں اور اس کے رئیسوں کے محلات بھرے ہوئے تھے۔ اس سے صہیب کو اس بات کا موقع ملا کہ وہ رومی معاشرہ کے اندر گھس کر اور اس کی تہہ میں اتر کر اس کے اندرونی حالات سے واقف ہو سکے اور اس کے اندر پائے جانے والے گھناؤنے عیوب سے براہِ راست آگاہی حاصل کر سکے۔ چنانچہ اس نے ان تمام فواحش ومنکرات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا، جنہوں نے ان محلات میں آشیانے بنا رکھے تھے اور اس نے اپنے کانوں سے ظلم وستم کی وہ ساری داستانیں سنیں جو وہاں دہرائی جاتی تھیں۔ چنانچہ یہ سب کچھ دیکھنے اور سننے کے بعد صہیب کو اس معاشرہ سے سخت نفرت پیدا ہو گئی۔ وہ اپنے دل میں سوچتا تھا کہ اس قسم کا گندا معاشرہ کسی زبردست طوفان کے بغیر پاک نہیں ہو سکتا۔

اس کے باوجود کہ صہیب نے روم کے علاقے میں نشوونما پائی اور اس کے باشندوں کے

درمیان پل بڑھ کر جوان ہوا اور اس کے باوجود کہ وہ عربی زبان کو بھول گیا تھا یا تقریباً بھول چکا تھا، یہ بات اس کے دل سے ایک لمحہ کے لئے فراموش نہیں ہوئی تھی کہ وہ عربی النسل اور ابناء صحرا میں سے ہے۔ وہ ہر آن اس مبارک دن کے شوق و انتظار میں رہتا تھا جس روز وہ غلامی کی ان زنجیروں کو توڑ کر پھینک دے گا اور اپنے قبیلے سے جا ملے گا۔ اس نے ایک نصرانی کاہن کو اپنے ایک آقا سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ: ’’وہ وقت اب قریب آ گیا ہے جب جزیرۂ عرب کے شہر مکہ سے ’’وہ نبی‘‘ ظاہر ہوگا جو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کرے گا اور لوگوں کو گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کے اُجالوں سے روشناس کرائے گا۔‘‘ اس بات نے اس کے سمندِ شوق کے لئے تازیانے کا کام کیا اور اس کے آتش انتظار کو مزید تیز کر دیا۔

پھر خوش قسمتی سے صہیب کو ایک سنہری موقع ہاتھ آ گیا، اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اپنے آقاؤں کی غلامی کے بندھن توڑ کر بھاگ نکلا اور اس نے سیدھے نبیٔ منتظر کی جائے بعثت، مرکزِ عرب، ام القریٰ مکہ مکرمہ کا رُخ کیا اور وہاں پہنچ کر مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گیا۔ اس کی زبان میں پائی جانے والی لکنت اور اس کے سرخ بالوں کی وجہ سے لوگ اسے صہیب رومی کہنے لگے۔ صہیب نے مکے کے ایک رئیس عبداللہ بن جدعان کے ساتھ حلیفانہ روابط قائم کر لئے اور تجارت و کاروبار میں مصروف ہو گیا اور اس میں اس نے کافی دولت کمائی۔ صہیب اپنی کاروباری مصروفیات اور تجارتی سرگرمیوں کے باوجود اس نصرانی کاہن کی بات بھولا نہیں تھا۔ جب بھی اسے اس کی بات کا خیال آتا، وہ بڑی حسرت کے ساتھ اپنے دل سے یہ سوال کرتا:

’’وہ واقعہ کب پیش آئے گا۔‘‘

اور پھر تھوڑی ہی مدت کے بعد اس سوال کا مجسم جواب اس کے سامنے تھا۔

ایک روز صہیب اپنے ایک تجارتی سفر سے واپس مکہ پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان کیا ہے اور وہ لوگوں کو خدائے واحد پر ایمان لانے کی دعوت اور عدل و احسان کی ترغیب دے رہے ہیں اور فواحش و منکرات سے منع کر رہے ہیں۔

’’یہ وہی تو نہیں ہیں جنہیں لوگ ’’امین‘‘ کے لقب سے پکارتے ہیں؟‘‘ صہیب نے دریافت کیا۔

’’ہاں، وہی ہیں‘‘ جواب دینے والے نے کہا۔

’’اس وقت وہ کہاں ملیں گے؟‘‘ صہیب نے پُرشوق لہجے میں سوال کیا۔

اس وقت بتایا گیا کہ: ’’وہ اس وقت ارقم بن ابی ارقم کے مکان میں ہوں گے جو کوہِ صفا کے قریب ہے..... لیکن اگر تم کو ان سے ملنا ہے تو ذرا احتیاط سے کام لینا کہیں قریش کے کسی آدمی کی نظر تمہارے اوپر نہ پڑ جائے۔ اگر انہوں نے تم کو ان سے ملتے ہوئے دیکھ لیا تو تمہارے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے اور تم کو سخت اذیت پہنچائیں گے۔ یہاں مکے میں تم ایک غریب الوطن ہو۔ یہاں نہ تو تمہارا کوئی حامی و ناصر ہے جو تمہاری حمایت کرے گا، نہ تمہارا قبیلہ و خاندان ہے جو تمہاری نصرت کے لئے اٹھ کھڑا ہوگا۔‘‘

صہیب ادھر ادھر دیکھتے ہوئے احتیاط کے ساتھ قدم اٹھاتے ہوئے دارِ ارقم کی سمت چل پڑے۔ وہاں پہنچے تو دروازے پر عمار بن یاسر کو پایا، وہ انہیں پہلے سے جانتے تھے۔ پہلے تو تھوڑی دیر تک تردد و تذبذب میں مبتلا رہے لیکن پھر ان کے قریب ہوتے ہوئے دریافت کیا۔

’’عمار! آپ کا کیا ارادہ ہے؟‘‘

’’اور آپ کس مقصد سے آئے ہیں؟‘‘ عمار نے کوئی جواب دینے کے بجائے الٹا ان سے سوال کر دیا:

’’میں اس شخص (نبی) کے پاس جانا چاہتا ہوں تا کہ اس کی باتیں سنوں۔‘‘

صہیب نے جواب دیا۔

’’میں بھی تو اسی خیال سے آیا ہوں‘‘ عمار نے کہا: ’’تب ٹھیک ہے‘‘ صہیب نے کہا: ’’آوَ اللہ کا نام لے کر ایک ساتھ چلیں۔‘‘

صہیب بن سنان رومی اور عمار بن یاسر دونوں ایک ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کو بڑے غور اور توجہ سے سنا۔ پیارے رسول کی وہ پیاری باتیں کانوں کے راستے سیدھے ان کے دلوں میں اُتر گئیں اور دونوں کے دل نورِ ایمان سے جگمگا اٹھے۔ انہوں نے فوراً اپنے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھا دیئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور دن بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہ کر آپ کے چشمۂ رحمت سے اچھی طرح سیراب اور آپ کے اخلاق و سیرت سے بھرپور استفادہ کرتے رہے۔ جب رات کی تاریکی ماحول پر مسلط ہو گئی اور زندگی کے ہنگامے خاموشی میں تبدیل ہو گئے

تو دونوں تاریکی کے پردے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے نکلے اور اس وقت وہ دونوں اپنے سینوں میں وہ روشنی لئے ہوئے تھے جو ساری دنیا کو منور کرنے کے لئے کافی تھی۔

حضرت صہیبؓ نے حضرت بلال، حضرت عمار، حضرت سمیہ اور حضرت خباب رضی اللہ عنہم وغیرہم دسیوں مسلمانوں کے ساتھ قریش کے ہاتھوں سخت اذیتیں برداشت کیں۔ انہوں نے اہل مکہ کی طرف سے ایسی ایسی مصیبتیں جھیلیں کہ اگر وہ پہاڑ پر نازل ہوجاتیں تو اسے بھی پاش پاش کردیتیں۔ لیکن انہوں نے راہِ خدا میں پیش آنے والے ان تمام آلام و مصائب کو نہایت خندہ پیشانی اور صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کیا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ جنت کی راہیں مکارہ اور تکلیف دہ باتوں سے ڈھکی ہوئی ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تو حضرت صہیبؓ نے اسی وقت اپنے دل میں ٹھان لیا تھا کہ وہ ہجرت کا یہ سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معیت میں کریں گے۔ لیکن قریش کو کسی طرح ان کے اس ارادے کی بھنک مل گئی اور انہوں نے ان کو اپنے اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے سے زبردستی روک دیا اور ان کی نگرانی کا سخت انتظام کردیا تاکہ وہ تجارت میں کمائی ہوئی دولت اپنے ساتھ لے کر ان کے ہاتھ سے نکل نہ جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کی ہجرت کے بعد حضرت صہیبؓ کسی مناسب موقع کی تاک میں تھے جس سے فائدہ اٹھاکر ان لوگوں کا ساتھ پکڑ لیں مگر انہیں اس میں کامیابی نہیں حاصل ہوسکی، کیونکہ ان کی نگرانی کرنے والے ہر وقت ان کی طرف سے ہوشیار اور چوکنے رہتے تھے۔ اس لئے اب ان کے پاس سوائے اس کے دوسرا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ اس کے لئے کسی حیلے کا سہارا لیں، چنانچہ ایک سرد رات میں انہوں نے پاخانے کے بہانہ بکثرت باہر آنا جانا شروع کردیا۔ وہ پاخانے سے آکر فوراً ہی اس کے لئے واپس لوٹ جاتے تھے۔ وہ نگرانی کرنے والوں کو یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ انہیں بار بار رفع حاجت کی ضرورت پیش آرہی ہے۔ یہ حال دیکھ کر ان کی نگرانی کرنے والوں میں سے ایک نے کہا: ''خوش ہوجاؤ، لات وعزیٰ نے اس کو دست میں مبتلا کردیا ہے۔'' پھر وہ مطمئن ہوکر اپنی خواب گاہوں میں چلے گئے اور اپنے آپ کو میٹھی نیند کی آغوش میں ڈال دیا۔

اس موقع کو غنیمت سمجھ کر حضرت صہیبؓ ان کے درمیان سے دھیرے سے نکلے اور مدینہ کی طرف چل پڑے، لیکن ان کو روانہ ہوئے ابھی کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ان کی نگرانی کرنے والوں کو ان کے نکل جانے کا پتہ چل گیا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھے، اچھل کر اپنے تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ان کے پیچھے انہیں سرپٹ چھوڑ دیا تاکہ جلد از جلد ان کو پکڑ لیں۔ جب حضرت صہیبؓ کو محسوس ہوا کہ ان کا تعاقب کیا جارہا ہے تو وہ ایک ٹیلے پر کھڑے ہوگئے، انہوں نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر زمین پر پھیلا دیئے اور کمان کی تانت چڑھاتے ہوئے بولے: ''قریش کے لوگو! خدا کی قسم، تم لوگ یہ بات اچھی طرح جانتے ہو کہ میں ایک بہترین تیر انداز اور بے مثل نشانہ باز ہوں اور میرا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا۔ واللہ! تم لوگ اس وقت تک میرے قریب بھی نہیں پھٹک سکتے۔ جب تک میں ہر تیر سے تم میں سے ایک آدمی کو قتل نہ کرلوں، پھر میں اس وقت تک تلوار سے تمہارا مقابلہ کرتا رہوں گا جب تک اس کا قبضہ میرے ہاتھ میں ہوگا۔''

یہ سن کر ان میں سے ایک نے کہا:

''خدا کی قسم! ہم تم کو اپنی جان اور مال دونوں چیزیں بچاکر نہیں لے جانے دیں گے۔ تم مکہ میں ایک مفلس کی حیثیت سے داخل ہوئے تھے اور یہاں رہ کر تم نے کافی دولت جمع کرلی ہے۔''

''اگر میں اپنا مال تمہارے لئے چھوڑ دوں کیا تم میرا راستہ چھوڑ دو گے؟'' حضرت صہیبؓ نے پوچھا: ''ہاں!'' انہوں نے کہا۔

تب حضرت صہیبؓ نے ان کو اپنے گھر میں اس جگہ کی نشاندہی فرمادی، جہاں انہوں نے مال رکھا تھا۔ اور انہوں نے ان کا راستہ چھوڑ دیا اور جاکر بتائی ہوئی جگہ سے مال لے لیا۔ اس کے بعد حضرت صہیبؓ تیز رفتاری کے ساتھ مدینہ کی سمت چل پڑے۔ وہ اپنے دین کو کافروں سے بچاکر اللہ کی طرف بھاگے چلے جارہے تھے۔ انہیں اپنے اس مال کے جانے کا کوئی افسوس نہیں تھا، جس کے کمانے میں انہوں نے اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کی تھیں۔ دوران سفر جب بھی ان کو تکان محسوس ہوتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شوق ان کے لئے مہمیز کا کام

دیتا اوران کی چستی وتوانائی عود کرآتی اور وہ لگاتار چلتے رہتے۔ چلتے چلتے جب وہ قبا پہنچے وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آتے ہوئے دیکھ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

’’ابو یحییٰ! یہ بیع تمہارے لئے بہت نفع بخش رہی۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فقرے کو تین بار دہرایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے ملنے والی اس خوشخبری کو سن کر ان کا چہرہ فرطِ مسرت سے جگمگا اٹھا اور انہوں نے عرض کیا: ’’اللہ کے رسول! مجھ سے پہلے آپ کی خدمت میں کسی کی رسائی نہیں ہوئی ہے جو آپ کو اس بات کی خبر دیتا۔ خدا کی قسم! آپ کو یہ بات جبریل علیہ السلام کے سوا کسی نے نہیں بتائی ہے۔‘‘

یقیناً حضرت صہیبؓ کی بیع کامیاب رہی اور وحیٔ آسمانی نے اس کی تصدیق کردی اور حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کی شہادت دی، جیسا کہ حضرت صہیبؓ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا:

’’وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَؤُوفٌ بِالْعِبَادِ‘‘ (البقرہ:۲۰۷)

ترجمہ: ’’انسانوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو رضا الٰہی کی طلب میں اپنی جان کھپا دیتا ہے، اور ایسے بندوں پر اللہ بہت مہربان ہے۔‘‘

☆☆ .... ☆☆

مبلغین ختم نبوت کا دورۂ تھرپارکر

ختم نبوت کانفرنس گودھیار تھرپارکر:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تھرپارکر کے زیر اہتمام ۱۷؍مئی ۲۰۲۳ء ایئرپورٹ مٹھی میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت ونعت کے بعد راقم (مولانا محمد حنیف سیال مبلغ ختم نبوت تھرپارکر) مولانا تاج محمد سومرو، مولانا مختار احمد مبلغ ختم نبوت میرپورخاص، مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا قاضی احسان احمد کراچی کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس کی کامیابی کے لئے مولانا سکندر سومرو، محمد یامین سومرو، مولانا عبدالرؤف سومرو، الیاس سومرو اوران کی ٹیم نے بھرپور محنت کی۔

تحفظ ختم نبوت واستحکام پاکستان کانفرنس، ڈانو داندل تھرپارکر:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۸؍مئی ۲۰۲۳ء ڈانو داندل تحصیل ننگرپارکر میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت قاری ہمیر درس نے کی۔ کانفرنس میں مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، مبلغ ختم نبوت مولانا مختار احمد اور راقم کے بیانات ہوئے۔ اس کانفرنس میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو برادری کے لوگوں نے بھی شرکت کی۔ پروگرام کو کامیاب بنانے میں عطاء اللہ دل، قاری ہمیر درس نے مثالی محنت کی۔

سیرت خاتم الانبیا کانفرنس، موکھئی تھرپارکر:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام بعد نماز ظہر انفائنزی سالٹ فیکٹری موکھئی تھرپارکر کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت قاری ہمیر درس نے کی۔ کانفرنس میں مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مختار احمد اور راقم کے بیانات ہوئے۔ اس پروگرام کی نگرانی جی ایم سالٹ فیکٹری محمد رمضان ودیگر نے کی۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، مٹھڑاؤدل تھرپارکر:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام بعد نماز عشا مٹھڑاؤدل تھرپارکر میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مولانا عزیز اللہ ساند امیر جمعیت علماء اسلام تھرپارکر، جبکہ نگرانی قاری مولانا بخش دل نے کی۔ نقابت مولانا اللہ بخش، مولانا مفتی رفیق امین نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مبلغ ختم نبوت مولانا مختار احمد اور راقم نے عقیدہ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا قادیانی کے کالے کرتوتوں پر خطابات فرمائے۔

خطبات جمعہ، اسلام کوٹ تھرپارکر:

۱۹؍مئی ۲۰۲۳ء بروز جمعہ کو جامع مسجد خضریٰ اسلام کوٹ تھرپارکر میں مولانا قاضی احسان احمد، جامع مسجد کنبھار محلہ میں مولانا مختار احمد، جامع مسجد بجیر محلہ میں مولانا محمد حنیف سیّال نے جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ نیز بعد نماز عشا جامع مسجد مٹھی سٹی میں ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

مسئلہ ختم نبوت کی حساسیت

ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمۃ اللہ علیہ ☆

تیسری قسط

رازی اور کشاف دو مفسروں کے نام ہیں۔ کشاف تفسیر ہے زمخشریؒ کی اور رازی بھی تفسیر ہے، جس میں عقلیات کا بڑا چرچا ہے۔ اس درجے کے انسان تھے۔ ان کے بارے میں یہ سُنا ہے اور مشہور ہے کہ جب ان کا انتقال ہوا اور آخری وقت تھا اُن کا تو طویل عرصہ بے ہوشی کا گزرا تھا، ہوش آتا تھا پھر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ تو بڑا خوف تھا کہ جی آخرت میں باز پرس ہوگی، سوال ہوگا، جیسے ایک صاحبِ ایمان کو ایک خوف ہوتا ہے تو اس خوف کی کیفیت میں نیند کا یا بے ہوشی کا غلبہ ہوا تو خواب میں دیکھا کہ سوال و جواب شروع ہو رہا ہے۔ فرشتوں نے قبر میں شروع کر دیے سوال و جواب۔ چونکہ ولی تھے اونچے درجے کے۔ اونچے درجے کے مسلمان اور متقی تھے، تو فرشتے نے جس کو انھوں نے خواب میں دیکھا، اُس نے سوال کیا کہ تمہارا رب کون ہے، کہا اللہ۔ اب فرشتے نے جو کون تھا، اُنہی کا اپنا نفس تھا یا جو بھی تھا فرشتے کی شکل میں، اُس نے کوئی لوجیکل اعتراض اُس پر کیا۔ منطقی اعتراض کیا، جواب دیا، اُس نے دوسرا اعتراض کیا، جواب دیا۔ اس طرح سوالات و جوابات کا سلسلہ خواب میں یا بے ہوشی کے عالم میں جاری رہا۔ ۵۰۰ شبہات اس نے وارد کیے، ۵۰۰ اعتراضات کیے اور انہوں نے ۵۰۰ کے ۵۰۰ اعتراضات کے جواب دیے۔ جو آخری اعتراض تھا، اس کا جواب نہیں بن پڑا۔ جب جواب نہیں بن پڑا تو بڑی پریشانی ہوئی کہ پہلے ہی سوال پر ہار گئے، یہ تو رہ گئے، آگے کیا ہوگا؟ تو اس مایوسی کی کیفیت میں جو اُن کو پریشانی ہوئی اس سے آنکھ کھل گئی، اس پریشانی سے جو دھچکا پہنچا ایک دم۔ اب جب غور کیا تو رونے لگے کہ یہ تو بڑی پریشانی ہے، یہ تو پہلا سوال ہی ابھی نہیں ہوا۔ آگے ابھی سوالات اور بھی ہونے ہیں، تو خاصی پریشانی میں تھے۔ تو لوگوں نے پوچھا کیا ہوا؟ کوئی جواب نہیں دیا۔ اسی پریشانی میں دوبارہ نیند آ گئی۔ ان کے ایک اُستاد تھے، ایک بزرگ جن کے وہ عقیدت مند تھے، شیخ نجم الدین کبریٰ، یہ مشہور بزرگ تھے۔

شیخ نجم الدین کبریٰ کو خواب میں دیکھا، اُن کو بتلایا کہ یہ مسئلہ ہے تو کہنے لگے تو نے بھی پڑھ لکھ کر ڈبو دیا، کہا بے وقوف یہ کیوں نہیں کہتا کہ بغیر دلیل کے مانتا ہوں۔ دوبارہ خواب میں دیکھا، سوال ہوا کہ تمہارا رب کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: اللہ۔ اُس نے کہا کیا دلیل ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ کوئی دلیل نہیں، بغیر دلیل کے مانتا ہوں، پھر کوئی اعتراض نہیں ہوا، اس پر کیا اعتراض کرے گا کوئی۔ اعتراض تو دلیل پر ہوگا۔ اللہ کو مانتا ہوں، بغیر دلیل کے مانتا ہوں، اب اگر آپ سے کہا جائے کہ ماں کو ماں کیوں مانتے ہو تو آپ دلیل دیں گے تو اس پر دس اعتراضات ہوں گے، میں کر سکتا ہوں دس اعتراض اسی وقت بیٹھے بیٹھے۔ اُس کا جواب دیں گے، اُس جواب پر مزید دس اعتراضات ہو جائیں گے، آپ کہیں ماں کو ماں مانتا ہوں، بغیر دلیل کے، بس بات ختم ہوگئی۔ اس لیے یہ بات کہ پیغمبر کی ذات سے وابستگی اس طرح کی ہونی چاہیے جیسے ماں کی ذات سے وابستگی ہے، اور جو کانفیڈینس اور جو اعتماد اور جو مان، جتنے بھی الفاظ آپ کی لغت کے ذخیرے میں ہیں، وہ سارے کے سارے جب تک پیغمبر کے لیے نہیں ہوں گے، اُس وقت تک جو وحدت ہے پوری ملت کی اور امت کی، یہ استوار نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں نے ہمیشہ انتہائی شدت کے ساتھ اور انتہائی قوت کے ساتھ اس کا دفاع کیا اور کوئی ایسی کوشش یا کاوش کامیاب نہیں ہونے دی جو مسلمانوں کے ایمان اور اعتقاد کو کمزور کرے۔

ماضی قریب میں پچھلی صدی میں، اس سے پہلے تقریباً ۱۰۰ سال پہلے دنیائے اسلام پر مختلف مغربی طاقتوں نے حملے کیے، فرانسیسیوں

☆...... سابق جج وفاقی شرعی عدالت، سابق وفاقی وزیر مذہبی امور، سابق پروفیسر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

نے حملے کیے، شمالی افریقہ کے ممالک پر، اور بہت سے ممالک نے حملے کیے، انگریزوں نے کیے ہندوستان پر اور کئی مقامات پر، ڈچوں نے، ولندیزیوں نے، پرتگیزیوں نے اور جہاں جہاں دنیائے اسلام پر اٹھارویں اور انیسویں صدی کے اوائل میں قبضے استعماری طاقتوں نے کیے، وہاں اُن کو مسلمانوں کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا ہر جگہ۔ انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک، بلکہ سنی گال تک، اور سینٹرل ایشیا سے لے کر نیچے سوڈان کے انتہائی جنوب تک ہر جگہ ایسا ہوا کہ مسلمانوں نے جہاد کی تحریکیں شروع کیں اور ان تمام طاقتوں کے خلاف جنگ کی۔

ان جہاد کی تحریکات میں سب سے نمایاں جذبہ مسلمانوں کو جمع کرنے کا جذبہ جہاد تھا اور یہ جذبہ کہ رسول اللہ ﷺ کی اُمت کو غلام بنایا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی شریعت کی جگہ نئے قوانین اور نئے نظام رائج کیے جا رہے ہیں، اس کو ختم کرنا ہے۔ یہ دو جذبے کارفرما تھے۔ اور تیسری چیز جو انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کی جو دینی قیادتیں تھیں، علماء کرام، مشائخ، صوفیاء کرام اور جو دینی قائدین تھے، وہ ان تمام تحریکات میں صفِ اول میں تھے، یہ تین چیزیں نمایاں تھیں ہر جگہ، انڈونیشیا سے لے کر سنی گال تک، اور سائبیریا سے لے کر جنوبی سوڈان تک۔ کہیں ایسا ہوا کہ اُن کے قدم پہلے مرحلے میں ہی اُکھڑ گئے، اُن کو واپس جانا پڑا۔ فرانسیسیوں کو نکالا گیا برِصغیر سے، پہلے فرانسیسی یہاں پر آئے تھے، وہ نہیں ٹھہر سکے۔ ولندیزیوں کو نکالا گیا کئی مقامات سے، مغربی طاقتوں کو مختلف مسلم ممالک سے نکالا گیا، خود ہندوستان میں انگریزوں کو قدم جمانے میں تقریباً ۲۰۰ سال لگے، اور ان دو سو سالوں میں بیسیوں نشیب و فراز سامنے آئے، بعض جگہ تو ایسا لگا کہ بس اب چند دن کی بات رہ گئی ہے اور اگر اندر سے غداری نہ ہوئی ہوتی تو شاید چند دن میں معاملہ صاف ہو جاتا۔

جب انگریزوں کے قدم، مغربی طاقتوں کے قدم جم گئے، تو اُن میں ایک بڑی اچھی بات یہ ہے جو مسلمانوں میں نہیں ہوئی ابھی تک، کہ وہ ہر کامیابی اور ناکامی کے بعد اُس کے اسباب اور نتائج پر غور کرتے ہیں۔ جب بھی کامیابی ہو تو کیوں ہوئی؟ ناکامی ہو تو کیوں ہوئی؟ اس پر وہ بہت Objectively ٹھنڈے دل سے غور کرتے ہیں اور یہ غور و فکر اُن کے ہاں برسوں جاری رہتا ہے۔ اس کے بعد وہ آئندہ کے لیے اپنے اُصول طے کرتے ہیں، یہ ایک اچھی بات ہے، آج بھی کرتے ہیں، پہلے بھی کرتے تھے۔ جب اُن کے قدم جم گئے تو انہوں نے غور کیا کہ یہ ہمیں ڈیڑھ سو سال کی مزاحمت کا سامنا کیوں کرنا پڑا، کیا وہ رکاوٹیں ہیں جو ہمیں پیش آئیں اور ان علاقوں میں عیسائی بنانے کی تحریکات کیوں کامیاب نہیں ہوئیں۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ کسی غیر ممالک میں وہ گئے تو وہاں کی آبادی کو انہوں نے پندرہ یا پچیس سال میں عیسائی بنا دیا۔ مسلمان ممالک میں جہاں گئے، وہاں ایک آدمی کو بھی عیسائی نہیں کر سکے، پورے تین سو سال میں ہمارے برِصغیر میں شاید تین سو آدمی بھی مسلمان سے عیسائی نہ ہوئے ہوں۔ یہ اُن کی ایک بڑی ناکامی تھی۔ اس پر غور کرنے کے بعد انہوں نے سوچا کہ مسلمانوں میں کامیابی کیوں نہیں ہوتی، اس پر مختلف علاقوں میں، مختلف ملکوں میں سروے کیے گئے اور تحقیقات کے لیے کمیشن بھیجے گئے۔ ان تمام کاوشوں کے بعد انہوں نے جو نظریہ نکالا وہ یہ تھا کہ بنیادی رکاوٹیں تین ہیں، یہ اُن کی رائے تھی۔

اور ان کی یہ بات اُس زمانے کی، اٹھارویں صدی اور انیسویں صدی کی تحریروں میں لکھی ہوئی ہے، ایک کتاب میں نہیں، دو میں نہیں، بیسیوں کتابوں میں یہ بات لکھی ہوئی ہے، انہوں نے کہا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ جب تک مسلمانوں میں جذبۂ جہاد زندہ ہے، اُس وقت تک ہمارے قدم نہیں جم سکتے، اس کو ختم کرنا چاہیے، اس کو ختم کرنے کی آج تک کوشش ہو رہی ہے، مختلف ناموں سے ہو رہی ہے، مجاہدین اور جہاد کو بدنام کرنے کے لیے جو کچھ کیا جا سکتا ہے وہ کیا جائے، اب مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ مل گئے جہاد اور مجاہدین کو بدنام کرنے والے، ایک تو یہ۔ دوسرے یہ کہ کسی طرح سے مسلمانوں کا مرکزِ عقیدت رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے توڑ کر دوسرے لوگوں سے وابستہ کر دیا جائے، اور ایسے جعلی اور مصنوعی مذہبی لیڈر پیدا کیے جائیں جو رسول اللہ ﷺ کی شریعت سے رشتہ توڑ کر نئے راستے پر انگریزوں سے اور مغربیوں سے وفاداری کے راستے پر مسلمانوں کو لے جائیں، دوسری بات یہ طے ہوئی۔ تیسری بات یہ کہ انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں میں قانون یہ ہے کہ جو شخص اسلام سے مرتد ہوتا ہے تو اگر ان کی حکومت ہوتی ہے تو اس کو قتل کر دیتے ہیں، سزائے موت ہے اُس کے لیے۔ اور اگر اُن کی حکومت نہ ہو تو مسلمان اس سے اس طرح

بائیکاٹ کرتے ہیں، اُسے آسٹراسائیزڈ کرتے ہیں کہ بالکل وہ مسلم اُمت اور برادری سے باہر ہوجاتا ہے اور پھر اُس کی کوئی سوشل لائف نہیں رہتی۔ تو اس خوف سے بچنے کے لیے کوئی اسلام کو نہیں چھوڑتا اور عیسائیت کو قبول نہیں کرتا۔ یہ تین چیزیں اگر نہ ہوں تو ہم ان کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہوجائیں گے اور اپنی حکومت کو بھی قائم کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

چنانچہ انہوں نے ان تینوں چیزوں کے لیے کاوش شروع کی، دنیائے اسلام میں جگہ جگہ ایسے جعلی مذہبی لیڈر پیدا کیے گئے۔ جہاں جس طرح کے حالات تھے، وہاں اُس طرح کے لوگ انہوں نے پیدا کیے، کہیں بہاء اللہ تھے، کہیں عبدالبہاء تھے، کہیں محمد علی باب تھے، کہیں مرزا غلام احمد قادیانی صاحب تھے اور ان لوگوں کو انگریزوں نے کھڑا کیا کہ آپ مسلمانوں میں مرکزِ عقیدت بن جائیں اور ہماری پوری سپورٹ اور پوری مدد آپ کو حاضر ہے۔ چنانچہ مرزا نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے مذہبی لیڈر کے طور پر پیش کیا اور اُن کی دعوت کے بنیادی ترین جو نکات تھے وہ دو تھے۔ ایک یہ کہ جہاد کو منسوخ کردیا اللہ تعالیٰ نے:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین میں حرام ہے اب جنگ و قتال

اور جگہ جگہ اُس نے لکھا کہ جہاد حرام ہے، پہلا کام تو اس نے یہ کیا۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ جہاد مسلمانوں کے لیے حرام کیا، انگریزوں کے لیے حرام نہیں کیا۔ اگر انگریز کہیں لڑتا تھا کسی سے جاکر تو اُس کو پوری تائید ان کی حاصل ہوتی تھی، حتیٰ کہ ہندوستان سے باہر بھی انگریزوں کی لڑائی کسی اور کے ساتھ ہے تو وہ انگریزوں کی تائید کے لیے تیار رہتے تھے۔ ساؤتھ افریقہ میں انگریزوں اور وہاں کی فوج میں لڑائی ہوئی تو انہوں نے انگریزوں کی تائید کی اور تمام قادیانی افسران کو پیغامات بھیجے کہ انگریز کی فوج میں جاکر لڑیں۔ لڑنا انگریز کے لیے حرام نہیں تھا، مسلمان کے لیے دفاع کرنا حرام قرار دے دیا، پہلی بات تو انہوں نے یہ کہی۔

دوسری بات جس پر انہوں نے بڑا زور دیا وہ یہ کہ انگریز کی وفاداری دین کی مذہبی تعلیم کا بنیادی جزو ہے۔ انگریز سے وفاداری سب سے اولین مذہبی تقاضا ہے جو مسلمانوں کو اختیار کرنا چاہیے۔ انگریز سے وفادار رہو، جہاد ختم کردو، کبھی اپنے دفاع میں بھی تلوار مت اُٹھاؤ۔ اور جہاں انگریز لڑرہا ہو، جاکے اُس کے دفاع میں لڑو۔ یہ تو تھا اُن کا اصل پیغام۔ اس پیغام کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے طرح طرح کے دعوے کیے، پہلے کہا میں مجدد ہوں، پھر کہا میں مہدی ہوں، پھر کہا میں مجازی نبی ہوں، پھر کہا کہ استعارے کے طور پر نبی کہلاسکتا ہوں، پھر کہا حقیقی نبی ہوں، پھر کہا صاحب شریعت نبی ہوں، پھر کہا رسول ہوں اور بالتدریج وہ آگے بڑھتے گئے۔ اور مسلمان اہلِ علم نے پہلے ہی مرحلے پر جب احساس ہوگیا تو اُن کے خلاف فتویٰ دے دیا تھا کہ یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ لیکن یہاں وقت نہیں ہے اور نہ وہ خرافات اس کی مستحق ہیں کہ میں آپ کا وقت ضائع کروں۔ بدقسمتی سے مجھے اس سارے کو پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ مرزا صاحب کے قلم سے کوئی تحریر ایسی نہیں ہے جو میں نے اول سے آخر تک نہ پڑھی ہو۔

مرزا صاحب نے ۸۴ کتابیں لکھیں اپنی زندگی میں، ۸۴ کی ۸۴ کتابیں بدقسمتی سے مجھے پڑھنے کا موقع ملا ہے اور اُن کے ملفوظات یعنی جو باتیں وہ کہا کرتے تھے وہ دس جلدوں میں مرتب ہیں، وہ دس جلدیں بھی میں نے ساری پڑھی ہیں۔ انہوں نے جو خطوط لکھے، جو پمفلٹ وغیرہ شائع کیے اور اشتہارات چھاپے، ان میں سے جو محفوظ ہیں وہ چار جلدوں میں پرنٹڈ ہیں، وہ چاروں جلدیں بھی میں نے پڑھی ہیں۔ اس لیے اُس سارے کا خلاصہ بھی بیان کروں تو بہت وقت لگے گا۔ اس میں آپ کے وقت کا کوئی صحیح استعمال نہیں ہوگا، اس لیے میں اُس کو چھوڑ دیتا ہوں۔ لیکن اگر آپ پڑھنا چاہیں تو دو کتابیں میں آپ کو تجویز کرسکتا ہوں۔ اُردو میں پڑھنا چاہیں تو مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی کتاب ہے ’’قادیانیت‘‘ یہ عربی میں بھی ملتی ہے: القادیانی و القادیانیة کے نام سے اور انگریزی میں بھی ملتی ہے: Qadianism a critical study اور ایک چھوٹی سی کتاب میں نے مرتب کی تھی جو اسلامک بک فاؤنڈیشن نے چھاپی تھی (قادیانی پرابلم اینڈ دی پوزیشن آف لاہوری گروپ) یہ انگریزی میں ہے چھوٹا سا رسالہ، ۱۴۰ صفحے ہیں اس کے، مختصر ترین جو مسلمانوں کا نقطہ نظر قادیانیوں اور لاہوریوں کے بارے میں ہے، وہ لکھا ہوا ہے۔ آپ دیکھ لیجیے گا۔ تفصیل بیان کرنے کا موقع نہیں ہے۔ لیکن خلاصہ یہ ہے کہ اس قادیانی تحریک کی پوری اساس انگریز کے مفاد پر اور مغربی طاقتوں کے مفاد کو دنیائے اسلام میں پورا کرنے کی بنیاد پر تھی، جہاد کی منسوخی اور انگریز سے وفاداری اس کے دو بنیادی

مقاصد تھے۔اس کے لیے انہوں نے کوشش کی کہ مسلمانوں کی اُمت میں سے ایک نئی اُمت اپنے لیے کھڑی کریں اور انگریزوں نے ان کو ویلکم کیا اور سپورٹ کیا تاکہ ایک جعلی مذہبی لیڈرشپ پیدا ہوجائے۔الحمدللہ وہ کامیاب نہیں ہوسکے، مسلمانوں کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے وہ نہیں توڑ سکے اور یہاں برِصغیر میں قابلِ ذکر تعداد کو متاثر نہیں کرسکے۔

مرزا صاحب نے اپنی تحریک کی بنیاد ۱۸۹۱ء میں رکھی تھی، اُن کی تعداد پاکستان میں دو لاکھ بھی نہیں ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو شروع میں انگریزوں کے کہنے پر اُن کے ساتھ ہوگئے، بعد میں انہی کی اولاد ہے جو پھیل گئی، جن کی تعداد سوا دولاکھ کے لگ بھگ ہے۔اب یہ لوگ پاکستان سے مایوس ہوگئے ہیں، یہاں سے جارہے ہیں،لیکن وقتاً فوقتاً غلط فہمیاں پیدا کرتے رہتے ہیں۔اس لیے میرا مشورہ یہ ہوگا کہ عموماً قادیانی جب کسی کو Approch کرتے ہیں تو ایسے مسائل چھیڑتے ہیں کہ جس کا اصل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، وہ یہ مسئلہ چھیڑیں گے کہ عیسیٰؑ زندہ ہیں یا مرگئے؟ یہاں سے وہ شروع کریں گے اور ایک عام مسلمان کہے گا کہ زندہ ہیں۔کہیں گے کہ قرآن میں کہاں لکھا ہوا ہے؟اب جس نے قرآن نہیں پڑھا وہ تھوڑا سا کنفیوژ ہوگا۔ جو کنفیوژ ہوگا وہ مزید حملہ کریں گے،وہ اور کنفیوژ ہوگا۔اس کے بعد جس کا صحیح مطالعہ نہیں ہے،وہ کہے گا کہ واقعی ہے تو کمزور سی بات لیکن بچپن سے سنتے آئے ہیں، بچپن سے بہت سی غلط باتیں سنتے آئے ہیں۔ وہ یہ منوائے گا کہ عیسیٰؑ مرگئے،قرآن میں لکھا ہے کہ ہر نفس کو مرنا ہے، واقعی لکھا ہوا ہے تو حضرت عیسیٰ بھی تو نفس تھے۔لہٰذا اُن کو بھی مرنا ہے۔اب یہ بات سمجھ میں آئے گی کہ واقعی وہ مرگئے۔ جب یہ بات ہوگئی کہ بچپن سے ایک عقیدہ سنتے آئے تھے اور وہ غلط نکلا۔ جب یہ بات ذہن میں بیٹھ گئی تو پھر آگے چل کر آہستہ آہستہ قادیانی اپنے فریب میں اور اپنے جال میں پھنساتے جاتے ہیں اور آدمی پھنس جاتا ہے، میں نے درجنوں ایسے کیس دیکھے ہیں کہ مسلمان نوجوان، بچے بچیاں کسی وجہ سے پھنس گئے اور پھر بڑی مشکل ہوئی اُن کو نکالنے میں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق بہت سی احادیث میں آیا ہے،تقریباً ۱۰۰ کے قریب احادیث ہیں۔ اس پر بھی میرا ایک چھوٹا سا رسالہ ہے، جو انگریزی میں ہے:

"Second coming of jesus Christ- Comparison between Islamic and Qadiani views"

کبھی آپ کا جی چاہے تو دیکھ لیجیے گا اُس کو، اُس میں اُن تمام احادیث وغیرہ کو میں نے جمع کر دیا ہے جو اس کے بارے میں آئی ہیں اور تقابل بھی کردیا ہے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ ان احادیث میں حضرت عیسیٰ کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ روزِ قیامت سے پہلے اُتریں گے اور دجال کے قتل کے لیے بھیجے جائیں گے اور دجال کے فتنے کو ختم کردیں گے۔(جاری ہے)

اظہارِ تعزیت

۱:.....جامعہ خالد بن ولید جیونی کے سابق مہتمم، عالمی مجلس تحفظ ختم کے مقامی سرپرست استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبدالستار 19 مئی بروز جمعہ رحلت فرما گئے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مکران ڈویژن کے ذمہ دار مولانا احمد شاہ نے مرحوم کے اہل خانہ سے تعزیت کی اور درجات کی بلندی کے لیے دعا کی۔

۲:.....عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ اسٹیل ٹاؤن کے کارکن، دعوت وتبلیغ کے کام سے وابستہ بھائی محمد اشفاق شیخ 33 سال کی عمر میں 16 مئی 2023 بروز منگل ہمیں داغ مفارقت دے گئے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے، معاملات میں علماء کرام سے رہنمائی لیتے تھے، آپ کے والد بہت پہلے وفات پاگئے ہیں، پسماندگان میں والدہ، اہلیہ، دو چھوٹے بیٹے، ایک بھائی اور دو بہنیں ہیں۔

۳:.....عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ پاکستان چوک کے مخلص ومحب ساتھی بھائی محمد فیضان (گلوبل عطر والے) کے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے، دفتر ختم نبوت کراچی کے رفقاء جناب سید انوارالحسن شاہ، جناب محمد انور رانا، مبلغ ختم نبوت کراچی مولانا عبدالحئی مطمئن ودیگر نے جنازے میں شرکت کی اور پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کیا۔

قارئین ہفت روزہ سے تمام مرحومین کے لئے ایصالِ ثواب کی اپیل ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے، آمین!

مولانا سید انور شاہؒ دیپالپوری کا وصال

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حویلی لکھا میں مولانا سید مسعود الحسن اور دیپال پور میں مولانا سید محمود شاہ دو بھائی ہوتے تھے۔ دونوں اپنے علم وفضل اور ذاتی شرافت اور نسبی وجاہت کے باعث بہت نامور تھے۔ مؤخر الذکر مولانا سید محمود شاہؒ دارالعلوم دیوبند اور مظاہرالعلوم سہارنپور کے تعلیم یافتہ تھے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ کے شاگرد رشید تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے مسترشد تھے۔ آپ نے دیپال پور شاہی مسجد میں خطابت کے ساتھ جامعہ محمودیہ کی بنیاد رکھی۔

۱۹۵۵ء میں قدرت حق نے آپ کو صاحبزادہ کی نعمت سے سرفراز کیا۔ جس کا تفاؤل کے طور پر نام سید انور شاہ تجویز ہوا۔ سید انور شاہ صاحب نے دینی اور طب کی تمام تعلیم اپنے والد گرامی سید محمود شاہ صاحب سے جامعہ محمودیہ دیپال پور میں حاصل کی۔ البتہ دورہ تفسیر شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ سے پڑھا۔

۱۹۷۵ء میں اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد سید انور شاہ شاہی مسجد کی خطابت اور جامعہ محمودیہ کے اہتمام پر فائز ہوئے۔ بنین کے ساتھ بنات کے لئے بھی ادارہ قائم کیا اور اس میں دورہ حدیث شریک تک بنات کی تعلیم کا اہتمام کیا۔

۱۹۷۷ء میں نظام مصطفیٰ کی تحریک میں مردانہ وار حصہ لیا، تین ماہ تک سنٹرل جیل ساہیوال میں قید رہے۔ ان کی مسجد ومدرسہ اہل حق کا اس علاقہ میں سب سے بڑا مرکز شمار ہوتا تھا۔ تمام اکابرین یہاں پر تشریف لائے۔ سید انور شاہ کے زمانہ میں حضرت درخواستی، مولانا سید عبدالمجید ندیم، مولانا سید امیر حسین گیلانی، مولانا محمد سلیمان طارق، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری، حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل جالندھری،

> **ملتان، چنیوٹ، چناب نگر کی سالانہ ختم نبوت کانفرنسوں میں آپ صحت کے زمانہ میں بھرپور قافلہ کے ساتھ شریک ہوتے تھے**

مولانا سید نفیس الحسینی، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے اکابر کا تسلسل کے ساتھ ان کے ہاں آنا جانا رہا۔

مولانا سید انور شاہؒ بخاری بنیادی طور پر جمعیت علمائے اسلام کے ساتھ وابستہ رہے اور اس علاقہ میں جمعیت علمائے اسلام اور اہل حق کی آپ شناخت تھے۔ آپ نے اپنے جامعہ محمودیہ میں تدریس کے عمل کو بھی جاری رکھا۔ طلباء وطالبات نے سیکڑوں کی تعداد میں آپ سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے آپ کی ذات گرامی اس علاقہ میں ایک اتھارٹی کا درجہ رکھتی تھی۔

ملتان، چنیوٹ، چناب نگر کی سالانہ ختم نبوت کانفرنسوں میں آپ صحت کے زمانہ میں بھرپور قافلہ کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ والد گرامی کے بعد سلسلہ قادریہ رائے پور کے طریقہ تصوف پر گامزن رہے۔

۱۹۸۵ء میں حضرت سید نفیس الحسینیؒ نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا۔ علاقہ بھر میں چودہ مدارس کی شاخیں جامعہ محمودیہ کے تحت قائم کیں اور ان کی سرپرستی فرماتے رہے۔ آپ نے برطانیہ کا بھی غیر ملکی سفر کیا، سفر حج وعمرہ بھی ہوئے۔ ملک عزیز کی تمام دینی تحریکوں میں اپنے علاقہ کی نمائندگی فرماتے رہے۔ عرصہ سے جگر کے مریض تھے علاج اور سرگرمیاں جاری رہیں۔ آخری وقت تک بڑی بہادری کے ساتھ اپنے معمولات کو جاری رکھا۔

۱۷ مئی ۲۰۲۳ء کو مغرب کے بعد کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کی۔ اگلے روز آپ کے صاحبزادہ مولانا سید انظر شاہ کی امامت میں جنازہ ہوا جو اس علاقہ کا ایک بڑا جنازہ تھا۔ حق تعالیٰ حضرت مرحوم کی کامل مغفرت فرمائیں اور جنت میں اعلیٰ مقام ان کو نصیب ہو۔ آمین۔ ☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

لاہور میں تین روز: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کے اجلاس منعقدہ ۲۷ر اپریل میں تین روز لاہور کے لئے طے ہوئے۔ چنانچہ ۹رمئی کو صبح نو بجے لاہور کے لئے سفر کیا اور ظہر کی نماز جامع مسجد عائشہ مرکز ختم نبوت میں ادا کی۔ اسی روز مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد بیت المکرم ریواز گارڈن میں پروگرام تجویز ہوا۔ جناب مولانا عبدالنعیم اور مولانا قاری عبدالعزیز کی معیت میں ریواز گارڈن پہنچے۔ یہاں ایک عرصہ ساہیوال کے رشیدی خاندان کے چشم و چراغ مولانا عبیداللہ رشیدی امام وخطیب رہے، ان کے دور میں راقم نے ایک جمعہ کا خطبہ دیا۔ مولانا عبیداللہ رشیدیؒ ہمارے سابق مرکزی نائب امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ ساہیوال کے فرزند ارجمند تھے۔ حضرت شیخ ایک عرصہ تک مجلس کے مرکزی نائب امیر رہے۔ اللہ پاک نے انہیں دو بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ مولانا عبیداللہؒ اور مولانا مطیع اللہؒ، ثانی الذکر جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے مہتمم رہے، جبکہ مولانا عبیداللہ فاضل رشیدیؒ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۹ء تک ریواز گارڈن لاہور کی مسجد بیت المکرم کے خطیب رہے۔ ان کی وفات کے بعد مولانا مفتی محمد خرم یوسف خطیب و امام مقرر ہوئے۔ چنانچہ بڑے عرصہ کے بعد راقم کا بیان ہوا۔ ۱۰رمئی عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد فاطمہ عارف اسلامیہ پارک میں راقم کا تفصیلی بیان ہوا، جس کے امام وخطیب ہمارے ایک پرانے جماعتی ساتھی مولانا قاری منظور احمد مدظلہ ہیں۔ مہاجر آباد کی جامع مسجد نمرہ میں مغرب کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ بعدازاں حاجی محمد سعید کی بیٹھک میں علاقہ کے جماعتی رفقاء کا اجلاس ہوا، جس میں مہاجر آباد میں کانفرنس کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

جامعہ محمدیہ رچنا ٹاؤن میں بیان: جامعہ محمدیہ رچنا ٹاؤن شاہدرہ کے بانی حاجی برکت علی ہیں۔ اس ادارہ کی سرپرستی مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ فرمارہے ہیں۔ جبکہ اہتمام وانتظام مولانا محمد بلال سلمہ نے سنبھالا ہوا ہے۔ سات اساتذۂ کرام کی نگرانی میں ۲۰۰ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ تجوید و قرأۃ، حفظ و ناظرہ اور پرائمری کے درجات ہیں۔ مولانا سید محمد جنید بخاری سلمہ کی معیت و رفاقت میں ۱۱رمئی کو مغرب کے بعد بیان ہوا۔ جس میں عام مسلمانوں کے علاوہ علاقہ کے ائمہ وخطباء نے بھی شرکت کی۔

جامع مسجد حیدری رچنا ٹاؤن شاہدرہ: مسجد کے خطیب ہمارے پرانے دوست ماسٹر افتخار احمد ہیں۔ ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک انہوں نے اپنی مسجد اور قرب و جوار کی مساجد میں کئی بیانات کرائے۔ تیس، پینتیس سال کے بعد ملاقات سے فریقین کی خوشی دیدنی تھی۔ تلاوت و نعت کے بعد علاقہ کے خطیب مولانا محمد شفیع شاکر اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔ پروگرام میں کثیر تعداد میں اہل علاقہ نے شرکت کی۔

جامعہ سیدہ فاطمۃ الزہراء للبنات:

جامعہ کے بانی مولانا سید محمد جنید بخاری سلمہ فاضل جامعہ امدادیہ فیصل آباد ہیں۔ آپ نے یہ ادارہ مئی ۲۰۲۰ء میں قائم کیا۔ اس کا افتتاح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کی رابطہ کمیٹی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری جمیل الرحمٰن اخترؒ، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم، میاں رضوان نفیس نے کیا۔ اس وقت جامعہ میں ۳۰۷ طالبات، ۵۰ طلبا زیر تعلیم ہیں، سید جنید بخاری کا اصلاحی تعلق سلسلۂ نقشبندیہ کے معروف شیخ طریقت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ سے ہے۔

موصوف متحرک اور فعال نوجوان عالم دین ہیں، شاہدرہ، رانا ٹاؤن، رچنا ٹاؤن، فیروز والا میں تحریک ختم نبوت کے راہنما ہیں۔ اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو قبول ومنظور فرمائیں۔

مولانا محمد عارف شامی سلمہ گوجرانوالہ حافظ آباد اضلاع کے مبلغ ہیں، ان کی دعوت پر چار روز کے لئے گوجرانوالہ حاضری ہوئی۔ تبلیغی و تنظیمی دورہ کا آغاز سادھوکی سے ۹ کلومیٹر مشرق کی طرف ’’گونا عور‘‘ نامی قصبہ سے ہوا۔ ’’گونا عور‘‘ اپنے محل وقوع اور رہائشی مکانات، سڑکوں اور گلیوں کے اعتبار سے قدیمی آبادی ہے۔ اور یہ آبادی قیامِ پاکستان سے پہلے ہندوؤں پر مشتمل تھی۔ مہاجرین نے آکر قصبہ کے درمیان جامع مدنی مسجد خلفائے راشدین کے نام سے ساٹھ فٹ

لمبی اور ساڑھے چوبیس فٹ چوڑی مسجد بنائی۔ مسجد کے بانی مبانی حافظ محمد نیاز تھے۔قصبہ میں دیوبندی، بریلوی، مقلد، غیر مقلد اور شیعہ حضرات کی اپنی اپنی عبادت گاہیں ہیں۔ مدنی مسجد کی تعمیر جدید ۱۹۹۰ء میں ہوئی۔ مدنی مسجد کی دیکھ بھال جناب بابو وکیل کی نگرانی میں کمیٹی کر رہی ہے۔مولانا عبداللطیف مسجد کے امام وخطیب ہیں، جمعۃ المبارک ۱۱رمئی کو بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی نے مسجد صدیق اکبر میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔

سادھوکی میں جلسہ: سادھوکی کی جامع مسجد عبداللہ ابن مسعود میں ۱۱رمئی بعد نماز مغرب جلسہ منعقد ہوا۔جس کی صدارت مولانا ظہور احمد رانجھانے کی۔مہمان خصوصی مولانا محمد منور تھے۔ تلاوت ونعت کے بعد آخری اور تفصیلی بیان محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا۔

جامع مسجد شیر شاہ سوری میں جلسہ: جامع مسجد ختم نبوت المعروف ''شیر شاہ سوری'' شیر شاہ سوری کے دور میں تعمیر ہوئی۔ قیامِ پاکستان سے لے کر ۱۹۷۷ء تک مسجد کا نظم ونسق مولانا جلال الدینؒ کے ہاتھوں میں رہا۔شیر شاہ سوری کا نام فرید خان ولد حسن خان تھا۔آپ ۱۴۸۶ء میں پیدا ہوئے۔تعلیم جونپور انڈیا میں حاصل کی، پھر ضلع بہار کے گورنر مقرر ہوئے، ۱۵۰۶ء میں مغل حکمران بابر کی فوج میں سپاہی بھرتی ہوئے، کچھ عرصہ بعد مغل شہنشاہ ہمایوں کو شکست دے کر ہندوستان پر اپنی حکومت قائم کی اور بہت سی اصلاحات نافذ کیں۔ ترقیاتی کاموں میں بہت زیادہ مشہور تھے۔ پشاور سے کراچی تک سینکڑوں میل لمبی جرنیلی سڑک تعمیر کرائی، جو آج بھی جی ٹی روڈ کے نام سے مشہور ہے۔تاریخ دان شیر شاہ سوری کو برصغیر کی اسلامی تاریخ کا عظیم راہنما، فاتح اور مصلح مانتے ہیں، اس نے اپنے دور حکمرانی میں سینکڑوں سرائے اور مساجد تعمیر کرائیں۔ جامع مسجد ختم نبوت المعروف جامع مسجد شیر شاہ سوری بھی ان میں شامل ہے،اس کا دورِ حکمرانی پانچ سال پانچ دن ہے۔ ۲۲رمئی ۱۵۴۵ء کو وفات پائی۔

(بحوالہ تاریخ فرشتہ)

آپ کی حکومت ۱۵۴۰ء سے ۱۵۴۵ء تک رہی۔(مذکورہ بالا تحریر مسجد کے باہر کتبہ سے لی گئی ہے) گویا یہ مسجد سینکڑوں سال پرانی ہے اور اسی آب وتاب کے ساتھ موجود ہے۔ قیام پاکستان سے ۱۹۷۷ء تک اس کا انتظام وانصرام مولانا جلال الدینؒ چلاتے رہے۔ جب آپ بوڑھے اور کمزور ہو گئے تو آپ نے مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے راہنماؤں حکیم عبدالرحمٰن آزادؒ، حافظ محمد ثاقبؒ، چوہدری غلام نبی امرتسریؒ، ڈاکٹر غلام محمدؒ، مولانا ضیاء الدین آزاد، حافظ احسان الواحد بلا کر مسجد کا نظم ان کے سپرد کیا۔حکیم عبدالرحمٰن آزادؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے امیر تھے۔ان کی وفات کے بعد حافظ بشیر احمدؒ امیر رہے۔ بوقت تحریر مولانا محمد اشرف مجددی مدظلہ مجلس کے امیر اور حافظ محمد یوسف عثمانی ناظم اعلیٰ، مولانا محمد عارف شامی مبلغ ہیں۔مسجد کا نظم ونسق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پاس ہے۔

۱۳رمئی کو مغرب کی نماز کے بعد پروگرام منعقد ہوا۔جس کی صدارت مولانا محمود الرشید قدوسی نے کی،جبکہ مہمان خصوصی مجلس کے بزرگ راہنما تھے،اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا قاری عمر حیات، قاری محمد انور نے سرانجام دیئے۔ مولانا فضل ہادی، مولانا محمد عارف شامی، مفتی عبدالوارث نے خصوصی شرکت کی۔تفصیلی بیان مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا،نعتیہ کلام حافظ محمد ابوبکر اشرف نے پیش کیا۔جلسہ مغرب سے عشا تک جاری رہا۔

جنڈیالہ کلاں میں جلسہ: ۱۵رمئی مغرب کی نماز کے بعد جنڈیالہ کلاں کی جامع مسجد میں جلسہ منعقد ہوا،جس کی صدارت مولانا عبدالسلام اعوان نے کی، جبکہ مہمانانِ خصوصی مولانا محمد عارف شامی اور قاری عمر حیات تھے۔تلاوت و نعت کے بعد مولانا محمد عارف شامی نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر مختصر بیان کیا۔مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے قادیانیوں کے کفریہ عقائد اور موجودہ دور کے فتنوں پر روشنی ڈالی۔مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے والدین، آپ کے اصحاب اور آپ کی آل کے مقابلہ میں کسی کے والدین کو مقدس قرار دینا، کسی کے ساتھیوں کو صحابہ قرار دینا بہت بڑی گمراہی اور ضلالت ہے۔انہوں نے کہا کہ جو اس قسم کا عقیدہ رکھتے ہیں یا جائز سمجھتے ہیں، وہ صریح گمراہی میں ہیں، انہیں علی الاعلان توبہ کرنی چاہئے۔اس علاقہ کے اکثر مسلمان حضرت اقدس قدوۃ السالکین مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ، حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ، حضرت مولانا عبیداللہ ازہر بہلویؒ کے مریدین کا حلقہ ہے۔جب انہوں نے سنا کہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت بہلویؒ کے تلمیذ رشید اور مسترشدین میں سے ہیں،

بہت ہی خوشی کا اظہار کیا کہ ہمارے مشائخ کے علاقہ کے عالم دین ہیں تو انہوں نے استاذ محترم کے ہاتھ چومے اور بہت ہی مسرت کا اظہار کیا۔

(قاری عمر حیات)

مولانا مفتی محمد عیسیٰ گورمانیؒ کے مدرسہ میں: مولانا مفتی محمد عیسیٰ بلوچوں کی گورمانی شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۹۳۵ء میں لتڑی جنوبی تونسہ شریف میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم ڈیرہ غازی خان کے علمائے کرام سے حاصل کی۔ اکثر کتب آپ نے جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں پڑھیں، آپ کے اساتذہ کرام میں امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ، مفسر القرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ سرفہرست نظر آتے ہیں۔ قبل ازیں آپ نے ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۵ء تک جھوک انیس ملتان کے معروف منطقی عالم مولانا محمد امیرؒ کی نگرانی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۶ء میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کی زیر سرپرستی جامعہ قاسم العلوم ملتان میں بھی زیر تعلیم رہے۔ کمہار منڈی ملتان کے ایک عالم دین جو علم میراث میں مہارت رکھتے تھے، مولانا عبدالرحیم سے سراجی پڑھی۔ ۱۹۵۷ء میں دورہ حدیث شریف کیا۔ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ، مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ کے علاوہ فاضل دیوبند مولانا قاضی شمس الدینؒ، مولانا عبدالقیوم ہزارویؒ مدرس تھے۔ ان سے احادیث نبویہ اور فقہ اسلامی کی تعلیمات حاصل کیں۔ بخاری شریف قاضی شمس الدینؒ سے پڑھی۔ جبکہ تفسیر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ سے پڑھی۔ ۱۹۶۰ء میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے دورہ تفسیر پڑھا۔ ۲۷؍رمضان المبارک کو حضرت والا کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور حضرت والا

اندرون سندھ ختم نبوت کے پروگرامات

۱۴؍مئی ۲۰۲۳ء بروز اتوار کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر انتظام میر پور خاص، سانگھڑ اور ضلع عمر کوٹ کے پروگرامات شروع ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کراچی سے تشریف لائے۔ ۱۴؍مئی شام ۳ بجے میر پور خاص مدرسہ دارالسلام للبنات میں مستورات (خواتین) میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کا بیان ہوا، دعا کے بعد کنری کے لئے سفر ہوا۔ بخاری مسجد کنری ضلع عمر کوٹ میں بعد نماز عشا پروگرام منعقد ہوا، قاری محمد جنید کی تلاوت قرآن کریم سے آغاز ہوا۔ ابتدائی بیان مولانا مختار احمد (مبلغ ختم نبوت میر پور خاص) کا ہوا، ان کے بعد حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کا تفصیلی بیان ہوا۔

۱۵؍مئی بروز پیر صبح دس بجے کنری میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر انتظام مدرسہ فاطمۃ الزہرأ للبنات میں حضرت مولانا قاری اسعد مدظلہ کی تلاوت کے بعد مولانا مختار احمد کا بیان ہوا، ان کے بعد حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کا تفصیلی بیان ہوا۔ ”اسلام میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عورت کا کردار“ پر گفتگو فرمائی اور ختم نبوت خط و کتابت کورس کی ترغیب دی۔ یہاں بچیاں کورس کے لئے تیار ہوئیں۔ آخر میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے کنری کے تمام جماعتی رفقاء کے لئے دعا کرائی۔ ۱۵؍مئی بروز پیر بعد نماز عشا مسجد علی المرتضیٰ گلشن عمیر میر پور خاص میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور امام مہدی علیہ الرضوان پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔ قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا اعلان کیا اور مجلس کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

۱۶؍مئی بروز منگل بعد نماز عشا مکہ مسجد ہنگورنو ضلع سانگھڑ میں ”سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس“ منعقد ہوئی، جس میں علاقے بھر کے کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ کانفرنس کا آغاز قاری منیر صاحب کی تلاوت کلام پاک سے کیا، اس موقع پر حافظ سہراب نے نعت پیش کی۔ ان کے بعد مولانا مختار احمد، مولانا راشد محبوب نے عقیدۂ ختم نبوت پر گفتگو فرمائی، آخر میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے تفصیلی بیان کیا اور مجلس ختم نبوت کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

۱۷؍مئی بروز بدھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میر پور خاص کے دفتر سے مبلغین کا یہ قافلہ تھرپارکر کے لئے صبح کو روانہ ہوا۔ ۱۰ بجے حضرت مولانا غلام مصطفیٰ جالندھری کے مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات ڈگری پہنچا، مدرسہ میں مولانا مختار احمد نے حیات سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو کی۔ ان کے بعد حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے ”عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری“ کے عنوان پر بیان کیا۔ ڈگری سے روانہ ہوئے، دوپہر دو بجے جھڈو پہنچے۔ مولانا محمد علی صدیقی مرحوم کے پرانے دوست حافظ محمد شریف صاحب کے پاس آرام کیا۔ بعد نماز عصر مدرسہ دارِ اسعد جھڈو میں حضرت مولانا علی محمد مدظلہ کے ہاں ”ختم نبوت سیمینار“ رکھا گیا تھا، جس میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے خطاب کیا اور مغرب میں مولانا قاری عبدالستار صاحب سے نوکوٹ میں ملاقات ہوئی، انہوں نے محبتوں سے نوازا دعائیں لیں اور تھرپارکر کے لئے عازم سفر ہوئے۔

(رپورٹ: مولانا مختار احمد، مبلغ میر پور خاص)

سے سلسلہ قادریہ راشدیہ کے اذکار سیکھے۔ ۱۹۶۳ء میں جامع مسجد عیدگاہ کلورکوٹ میں تدریس کے دوران مفسر القرآن مولانا حسین علی واں بھچرویؒ کے خلیفہ حضرت صوفی فقیر جان محمدؒ سے سلسلۂ نقشبندیہ کے اذکار اور لطائف ومراقبات سیکھے۔ آپ کے صلاح وتقویٰ کو دیکھ کر قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت سید انور حسین نفیس المعروف حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۱ء آپ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں استاذ مقرر ہوئے اور افتاء کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کی گئی۔ عرصہ دراز تک اپنی مادر علمی میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے شیخین کی نگرانی میں یہ ذمہ داری بطریق احسن سرانجام دی۔ جامعہ فتاح العلوم کے نام سے نوشہرہ گوجرانوالہ میں ادارہ قائم کیا۔ جس میں دینی مدارس کے طلبہ کرام کو افتاء کی تربیت دی جاتی رہی۔ آپ کے فتویٰ کو ملک بھر میں قدرواحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے استاذ المناظرین والمبلغین فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ سے ردِ قادیانیت پر ٹریننگ حاصل کی۔ حضرت سید نفیس الحسینیؒ کی مجلس میں آپ نے فرمایا کہ مولانا محمد حیاتؒ فرمایا کرتے تھے کہ آپ مرزا قادیانی کو غلیظ سے غلیظ گالی دیں میں دلائل سے ثابت کروں گا کہ مرزا قادیانی اس سے بھی غلیظ تر تھا۔ سیدی ومرشدی حضرت سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے اساتذہ میں سے تھے۔ ۱۴رمئی ۲۰۲۳ء مغرب کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ کے قائم کردہ ادارہ فتاح العلوم میں مولانا محمد عارف شامی کی معیت میں حاضری دی اور بیان کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے ۲۵رنومبر ۲۰۱۶ء کو انتقال فرمایا، جو جمعۃ المبارک کا دن تھا، جمعہ کی نماز سے پہلے مدرسہ فتاح العلوم کے نزدیک کھلے میدان میں شیخ الحدیث مولانا عبدالقدوس قارن دامت برکاتہم کی امامت میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں ہزاروں علمائے کرام، مشائخ عظام، حفاظ وقراء اور صالح مسلمانوں نے شرکت کی۔ ان کی دوسری نماز جنازہ آپ کے آبائی علاقہ ٹرڑی تونسہ شریف میں ان کے فرزندارجمند مولانا امداداللہ کی امامت میں ادا کی گئی، اور انہیں آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔

مولانا محمد اسحاق ساقی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ ہیں، جبکہ امارت کا قلمدان شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمٰن دامت برکاتہم کے ہاتھوں میں ہے۔ مفتی صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق مرکزی مبلغ، صدرالمبلغین مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ کے فرزندارجمند ہیں اور بہاولپور کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم مدینہ کے شیخ الحدیث ہیں۔

مولانا ساقی کی دعوت پر دوروزہ تبلیغی دورہ پر بہاولپور میں حاضری ہوئی۔ ۱۳رمئی مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد الفاروق میں بیان ہوا، جو عشا کی نماز تک جاری رہا، جامع مسجد الفاروق سے ملحق حفظ کی معیاری درسگاہ ہے۔ تدریس کے فرائض مخدوم پور پھوڑاں کے قاری محمد اسحاق سرانجام دے رہے ہیں۔ موصوف پانی پتی لہجہ کے کامیاب مدرس ہیں، ان کی تشریف آوری سے لے کر اب تک سینکڑوں بچے حفظ وناظرہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرچکے ہیں۔ پروگرام میں تقریباً ایک سو افراد نے شرکت کی۔

جامع مسجد حاجی محمد اشرف غلہ منڈی: بہاولپور اہل حق کا پرانا مرکز ہے۔ جہاں مولانا محمد یوسف بہاولپوری، مولانا محمد عبداللہ خان بلوچستان، مولانا محمد عبداللہؒ منڈی یزمان ایک عرصہ تک امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

اس مسجد کے بانی چغتائی برادری کے حاجی محمد اشرف تھے۔ انہیں کے نام سے مسجد موسوم ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکز بھی چند فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔ راقم اپنا زمانۂ تبلیغ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء اکثر نمازیں اسی مسجد میں پڑھتا رہا ہے۔ مسجد کمیٹی کا صدر غلہ منڈی کی انجمن آڑھتیان کا صدر ہی ہوتا ہے۔ ۱۴رمئی صبح کی نماز کے بعد راقم کا عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان ہوا۔ مولانا محمد یوسف بہاولپوریؒ کے دور میں مسجد اہل حق کی موثر آواز ہوتی تھی۔ نئے نئے فتنوں کے خلاف مولانا بھرپور آواز اٹھاتے، دارالعلوم مدنیہ کے بانی مولانا غلام مصطفیٰ، قاری مولانا محمد یوسف ہماری آواز ہوتے تھے۔ اللہ پاک ان تمام حضرات کی مغفرت فرمائیں۔

بعد نماز عصر احتجاجی مظاہرہ: عصر کی نماز کے بعد ختم نبوت چوک بیرون احمد پوری گیٹ کے باہر پی ٹی آئی کے زمان پارک لاہور کے پروگرام میں ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت ایک بچے کو تقریر یاد کرائی گئی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے بعد عمران خان کے والدین کو ’’لکی مقدس‘‘ والدین قرار دیا

کہ جس طرح حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کے ہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی ایسے ہی اکرام اللہ نیازی اور شوکت خانم کے گھر عمران جیسا انسان پیدا ہوا۔ مظاہرہ کی قیادت شیخ الحدیث مولانا مفتی عطاء الرحمٰن، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا عبدالرزاق، مولانا مہیب مصطفیٰ سمیت کئی ایک علمائے کرام نے کی۔ مقررین نے اس واقعہ کو سنگین قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا کہ تقریر کرنے والے، تقریر لکھ کر دینے والے، تقریر پر مرحبا کے ڈونگرے برسانے والوں کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے۔ مظاہرین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر پُرامن طور پر منتشر ہوگئے۔

جامع مسجد الخلیل سیٹلائٹ ٹاؤن میں بیان: سیٹلائٹ ٹاؤن کی تمام مساجد ختم نبوت کا مرکز ہیں، جہاں ہمارے بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی سلمہ اکثر بیان کرتے رہتے ہیں۔ ۴رمئی کو مغرب کی نماز کے بعد راقم کا بیان ہوا۔ جامع مسجد ٹرسٹ کالونی میں درس ہمارے امیر حاجی سیف الرحمٰن انصاریؒ جامع مسجد ٹرسٹ کالونی بہاولپور کے بانیوں میں سے تھے۔ جو ۱۹۵۳ء کی تحریک سے لے کر تاحیات اسی مسجد کے نمازی رہے۔ حاجی صاحبؒ عاشق قرآن تھے۔ تندرستی کے زمانہ میں یومیہ پندرہ پندرہ پارے تلاوت فرمایا کرتے تھے، نماز صبح سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے نماز کے بعد تلاوت کرتے رہتے اور اشراق کی نماز پڑھنے کے بعد گھر تشریف لے جاتے۔ موصوف ایک عرصہ تک مجلس بہاولپور کے امیر اور مرکزی شوریٰ کے رکن رہے۔ جامع مسجد کی امامت وخطابت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق صدر المبلغین مولانا محمد محمد شریف بہاولپوریؒ کے پوتے مولانا مفتی محمد سفیان سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ مسجد مجلس کا پرانا مرکز بھی ہے۔ نیز مشہور تبلیغی بزرگ مولانا محمد احمد انصاریؒ اسی مسجد میں جمعہ ادا فرماتے تھے۔ چائے کا انتظام مجلس تحفظ ختم نبوت کے قدیمی بزرگ ساتھی جناب عبدالرحمٰن انصاری اور ان کے فرزند ارجمند سعید احمد انصاری نے کیا۔ چائے کے دوران بہاولپور کے بزرگوں، تحریک ختم نبوت کے راہنماؤں کا تذکرہ ہوتا رہا۔

مولانا مشتاق احمد میراں ملھہ: ۵رمئی جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے مدنی مسجد میراں ملھہ تحصیل جلال پور پیروالا میں مولانا ابوبکر صدیق کی دعوت پر دیا۔ مولانا ابوبکر کے والد گرامی مولانا مشتاق احمدؒ تنظیم اہلسنت کے مبلغ تھے۔

الحاج میاں محمد شریفؒ، خانیوال

حاجی محمد شریفؒ کرنال انڈیا سے مہاجر تھے۔ تقسیم کے بعد مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے خانیوال کو اپنا مستقر بنایا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک اور صالح انسان تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشن، کاز اور مبلغین وقائدین سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ کافی تعداد میں ختم نبوت کیلنڈر خانقاہ سراجیہ سے منگوا کر خانیوال کے جماعتی رفقاء میں مفت تقسیم کرتے۔ ضعف وعوارض کے باوجود آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت فرماتے۔ مقامی طور پر مجلس کے چھوٹے بڑے تمام پروگراموں میں شرکت فرماتے۔

پیروال خانیوال میں ان کی زمینیں تھیں اور خواہش وارادہ تھا کہ وہاں ختم نبوت مسجد اور مدرسہ بنایا جائے، تاکہ وہاں مستقل طور پر ختم نبوت کی آواز لگتی رہے۔

۷۶ سال عمر تھی ۱۳ردسمبر ۲۰۲۲ء کو فالج کا اٹیک ہوا، بایں ہمہ نماز باجماعت ادا کرنا نہ چھوڑا، غرضیکہ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ تاآنکہ وقت موعود آن پہنچا اور آپ نے ۲۵ردسمبر کو جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ نماز جنازہ کی امامت سلسلۂ نقشبندیہ کے عظیم شیخ حضرت خلیفہ خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کے خلیفہ مولانا شاہ عالم ہزاروی مدظلہ نے کی، جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ انہوں نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ راقم خانیوال کے تبلیغی دورہ پر ۷، ۸رمئی کو حاضر ہوا تو مقامی مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی، ناظم اعلیٰ مولانا عطاء المنعم نعیم کی معیت میں ان کے فرزندان گرامی سے ملاقات کی اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔ اللہ پاک ان کے حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائیں، آمین یا الٰہ العالمین!

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

موصوف جامعہ قاسم العلوم ملتان کے فاضل تھے، قبل ازیں وہ اپنے علاقہ کے قریبی گاؤں قادر پور صالح میں مولانا عبدالستارؒ کے پاس کافی عرصہ زیر تعلیم رہے۔ جبکہ دورہ حدیث شریف ۱۹۷۳ء میں جامعہ قاسم العلوم ملتان سے کیا۔ آپ کے حدیث پاک کے اساتذۂ کرام میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، حضرت علامہ شیخ محمد موسیٰ روحانی بازیؒ، حضرت مولانا فیض احمد ملیسویؒ سرفہرست ہیں۔ دورۂ حدیث شریف سے فراغت کے بعد آپ نے تنظیم اہلسنت کے مرکزی دارالمبلغین میں امام اہلسنت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ، حضرت علامہ دوست محمد قریشیؒ، حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ سے مذاہب باطلہ کے رد کا کورس پڑھا۔ کورس پڑھنے کے بعد تنظیم اہلسنت کے مبلغ بن گئے۔ تنظیم اہلسنت کے بانی سردار احمد خان پتافیؒ، سردار محمود خان لغاریؒ تھے، جبکہ تنظیم اہلسنت کے مرکزی دفتر کا اہتمام و انصرام مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ کے ہاتھوں میں تھا۔ تنظیم اہلسنت ملک کی قدیمی جماعتوں میں سے ایک جماعت ہے۔ مولانا مشتاق احمدؒ تاحیات اسی ادارہ سے وابستہ رہے۔ آخری دنوں میں علیل ہوگئے تبلیغی اجتماعات میں آنا جانا کم ہوگیا، تاہم کبھی کبھار ساتھیوں کو ملنے کے لئے تشریف لے جاتے۔ ۱۷ر نومبر ۲۰۰۹ء کو وفات ہوئی۔ چند کلو میٹر کے فاصلہ پر حافظ والا کے قبرستان میں آرام فرما ہیں، آپ کی نماز جنازہ کی امامت مولانا زبیر احمد مدظلہ نے کی۔ آپ کی عمر تقریباً ۶۳ سال تھی۔ مولانا مشتاق احمد کے قریبی علاقہ ’’جمال والا‘‘ میں ایک قادیانی فیملی قیام پذیر ہے۔ وہاں ایک گھرانہ قادیانیوں کا بھی ہے۔ آپ نے ’’جمال والا‘‘ میں ختم نبوت کانفرنسیں بھی کرائیں۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند نے مدرسہ و مسجد کا نظم سنبھالا انہیں کی دعوت پر راقم حاضر ہوا اور جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔ اس علاقہ میں ایک معروف دینی شخصیت مولانا یار محمد لاثانیؒ ہوتے تھے۔ وہ ہمارے استاذ جی حضرت مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کے بھی استاذ تھے۔ مؤخر الذکر ان کے ہاں سات آٹھ ماہ پڑھتے رہے۔ مولانا یار محمد لاثانیؒ ایک غریب عالم دین تھے، فرماتے تھے کہ میں پڑھانے کے لئے تو تیار ہوں، لیکن طلبا کی رہائش وخوراک کا انتظام نہیں کرسکتا۔

ڈیرہ غازی خان کے اجلاس میں

شرکت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ غازی خان اور راجن پور اضلاع کے جماعتی رفقا کا اجلاس حضرت مولانا رشید احمد شاہ جمالی مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مولانا عبدالرحمٰن غفاری، تونسہ سے مولانا حبیب الرحمٰن تونسوی، مولانا عبدالعزیز لاشاری، حکیم عبدالرحمٰن جعفر، جام پور سے مولانا ابوبکر عبداللہ، راجن پور سے مولانا غلام یٰسین شاکر، مولانا مفتی اللہ وسایا، مولانا ظفر سیال، مولانا محمد اقبال جام پور، مولانا خلیل الرحمٰن کوٹ مٹھن، مفتی مشتاق احمد، مولانا محمد یوسف شہزاد، قاری محمد اسماعیل کھلول، مولانا عبدالصمد چوٹی زیریں، قاری فتح محمد درہٹہ شیخ والا، مولانا غلام اصغر، مولانا پیر محمد اسحاق گدائی شریف، مولانا قاری عبدالعزیز احسن، مولانا عبدالستار سخی سرور، مولانا عبدالستار غوث آباد، مولانا محمد اقبال میلسوی، مولانا محمد راشد، الحاج احمد حسن کھلول سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں طے ہوا کہ بارہ اکتوبر کو ڈیرہ غازی خان میں بڑی کانفرنس منعقد کی جائے جس میں تمام مذہبی سیاسی جماعتوں کے قائدین کو دعوت دی جائے۔ تمام علمائے کرام اور جماعتی رفقانے وعدہ کیا کہ انشاءاللہ العزیز! کانفرنس کی کامیابی کے لئے بھرپور کوشش کریں گے۔ سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرک میڈیا کے ذریعہ بینرز، پینافلکس، دعوت ناموں، اشتہارات کے ذریعہ بھرپور تشہیر کی جائے گی۔

مدرسہ تعلیم القرآن ڈرہٹہ شیخ والا میں

جلسہ: مدرسہ میں ۱۷ر مئی مغرب کی نماز کے بعد جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا۔ صدارت قاری فتح محمد نے کی۔ تلاوت قاری عبدالغفار نے کی، جبکہ نعتیہ کلام عبدالجبار خالد برادران نے پیش کیا۔ تلاوت ونعت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سرائیکی زبان میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان کیا اور قادیانیوں کے عقائد باطلہ اور ملک و ملت دشمنی کے واقعات بیان کئے اور قادیانیوں سے اقتصادی وعمرانی بائیکاٹ کی اپیل کی۔ مولانا شجاع آبادی کے بعد علاقہ کے معروف خطیب مولانا عبداللہ غفاری کا بیان ہوا، اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد اسلم سلمی نے سرانجام دیئے۔ قاری فتح محمد مدظلہ نے جنگل میں منگل لگایا ہوا ہے، علاقہ کی خواتین اور مرد اکثر ان کے شاگرد ہیں۔ یہ علاقہ بھی سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں سے ہے جہاں الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے متاثرین کی بحالی کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔

(مولانا محمد اقبال میلسوی، مبلغ ڈیرہ ڈویژن)

مطبوعات
عالمی مجلس
تحفظ ختم نبوت

www.amtkn.com, www.laulak.info, www.khatm-e-nubuwwat.info,
www.khatm-e-nubuwwat.com, ameer@khatm-e-nubuwwat.com